Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

[illegible]

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۳۲ | ۵ مارچ ۱۹۳۳ء سنہ ۶ | ۷۔ ذی قعدہ ۱۳۵۱ھ | نمبر ۳

ایڈیٹر محمد ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون نگار
اسلامی ممالک میں بائیبل رفیقانہ ازدواج	۸۱–۸۵	ترجمہ ریویو انگریزی از جنید بی۔اے ہاشمی
نبیوں کا سردار رسول کریمؐ موسیٰؑ و عیسیٰؑ میں موازنہ	۸۵–۹۶	ترجمہ مضمون مولانا ابوالعطاء از شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل
سکھ مذہب	۹۷–۱۰۰	ملک محمد عبداللہ خاں صاحب مولوی فاضل
اسلام کی خصوصیات	۱۰۱–۱۰۴	" " "
حضرت مسیح موعودؑ کی آمد ثانی بشکل سیدنا مرزا غلام احمد قادیانی	۱۰۵–۱۱۱	مولانا جلال الدین صاحب شمس
نبی کریمؐ اور عیسائی محققین	۱۱۱–۱۱۲	ماخوذ
آریہ سماج کے عقاید پر نظر	۱۱۳–۱۱۸	مولانا شیخ محمد صاحب احمدی شرما کراچی والا
آریہ مسلمات پر سوالات	۱۱۸–۱۲۱	" " " "
ویدوں کے بے جوڑ بے معنی منتر	۱۲۲–۱۲۶	ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر

چندہ سالانہ
اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے [illegible]

چندہ سالانہ
بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغی ٹریکٹ

چند کارآمد حوالے نمبر ۱ و ۲	۱/
بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض	۰/
اسلام کی اندرونی تصویر	۰/
آریہ سماج اور گاندھی جی	۰/
رسالہ تائید اسلام کے اعتراضات کا جواب	۰۱/
کفّارہ	۱/
بُطلان مسئلہ قدامت رُوح و مادّہ	۱/
اسلامی قادر مطلق خدا اور آرین سرو شکتیمان } نہایت مدلّل	۴/
افادات الفریدی - خلفاءِ حضرت بادا فرید کی کتابوں سے تصدیق سلسلہ احمدیہ	۰۱/
شیعہ سوراج اور اس کے واقعات	۱/
اسلامی عبادات کی حکمت - نماز روزہ حج کی حکمتیں -	۱/
احمدی غیر احمدی میں فرق - نوشتہ حضرت خلیفہ ثانی -	۰/
آسمانی گولہ - حضرت مسیح موعود پر اعتراضات کا جواب	۱/
ابطال الباطل (ردّ شیعہ)	۲/

تبلیغی رسالے

براہین العقائد - سات اصول اسلام پر دلائل قرآنی	۸/
معارف القرآن - گیارہ پاروں کا درس	۸/
تصوّف - وہ مضمون جو علّامہ حافظ روشن علی صاحب نے دیمبلی کانفرنس میں پڑھا	۶/
مقصد مذہب - مذہبی کانفرنس لاہور میں پڑھا گیا -	۳/
الاستخلاف - ردّ شیعہ از آیات قرآنی	۰۴/
مجمع البحرین - حقیقی اسلام پر دیمبلی کانفرنس میں مضمون	۳/
کمالات احمدیہ - نوشتہ مولانا شمس بجواب مولوی ثناء اللہ امرتسری	۶/
التشریح الصحیح - حدیث نزول مسیح کی پوری تشریح	۶/

خریداران ریویو سے

جن اصحاب نے ریویو اُردو کے وی پی وصول کر لئے ہیں ان کا شکریہ - اور جنہوں نے واپس انکار کر دیئے ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر اپنے اپنے ذمے کا چندہ بذریعہ منی آرڈر یا دستی مجلس مشاورت پر ادا فرمائیں ۔

مصباح کا تبلیغی نمبر منگوا کر غیر مسلموں میں تقسیم کریں -

مصباح کے وی پی یکم اپریل کو ہونگے خریداران کو اطلاع ہو ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شذرات

اسلامی ممالک میں بائیبل

برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کی ایک رپورٹ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ بائیبل کی اشاعت ان ممالک میں بھی کم نہیں ہوئی جو خالص اسلامی اثر لئے ہوئے ہیں:-

"ایک رپورٹ کہتی ہے۔ کہ ہماری مصری ایجنسی جو مشتمل ہے۔ انگلو ایجپشن سوڈان۔ ابی سینا۔ فلسطین شام اور حلب پر اس سال بھی بائیبل کی اشاعت نے اپنا ریکارڈ مات کر دیا ہے یعنی یہاں ۵۹ زبانوں میں ۱۶۶۷۴۰ جلدیں فروخت ہوئیں۔ جن میں عرب کی مستند زبان میں بائیبل کی ۱۰۱۰۰۰ جلدیں اور مصر کی ٹھیٹھ عربی کی ۵۶۰۰۰ جلدیں نکل گئیں۔ کار پرداز ان کتابوں کو لیکر مصر کے طول و عرض میں پھیل گئے۔ ان میں سے شام میں بدوؤں کے ۳۰۰۰ خیموں پر مشتمل کیمپ میں پہنچا۔ اور ایک بائیبل وہاں کے شیخ کے ہاتھ فروخت کی۔ جس نے تسلیم کیا کہ اس نے اس سے پیشتر کبھی یسوع مسیح کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ مصر اور بحر اوقیانوس کے درمیان بسنے والے لوگوں کے درمیان ۷۰۰۰ کاپیاں تقسیم کی گئیں۔ پھر اس سوسائٹی کے موٹر قافلے نے ۵۶۵۰ میل کا سفر طے کرتے ہوئے صحرائے اعظم کے کنارے کنارے ہر میل پر ایک ایک جلد وہاں کے باشندے کے ہاتھ میں دی۔ پھر تبلیغی دفود مراکو کے علاقہ اطلس کے عمیق ترین خوفناک جنگلات سے گذرتے ہوئے گئے۔ جہاں کسی نے اب تک بائیبل کی شکل بھی نہ دیکھی تھی۔ زمانہ حال کے سیاسی تغیرات نے تو اب قسطنطنیہ کے ارد گرد ترکوں کے ہاتھ میں بائیبل دینے میں کئی آسانیاں بہم پہنچادی ہیں۔ ترکی زبان میں عربی عناصر کے خلاف جذبۂ نفرت پھیل رہا ہے۔ اس لئے بائیبل والوں کے لئے یہ ضروری ہوگیا ہے۔ کہ وہ اسے عثمانی زبان میں منتقل کرکے رومن حروف میں دوبارہ شائع کریں۔ فارس اور عراق میں تقریباً ۶۰۰۰ جلدیں تقسیم ہوگئی ہیں۔ یہ تعداد پہلے سالوں کی نسبت کہیں بڑھ کر ہے۔"

ایڈیٹر:- گذشتہ قریباً پچاس سالوں سے برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لاکھوں کی تعداد میں بائیبل اسلامی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ممالک میں بالکل مُفت تقسیم کرتی رہی ہے۔ لیکن ان کے کار فرما ہمیشہ یہ بڑ مارتے رہے ہیں کہ بائیبل کو نہایت ذوق شوق سے خریدا جارہا ہے۔ اور ان ممالک میں بالخصوص اسے نہایت دلجمعی اور تعشق سے پڑھا جارہا ہے۔ لیکن اس اشاعت و بلاغ کا نتیجہ سوائے ٹائین ٹائیں فش کے کچھ نظر نہیں آتا۔ جو ایک نہایت ہی مبالغہ گو انسان کے لئے بھی حد درجہ کی پژمردگی اور افسردگی پیدا کرنیوالا ہے ۔

بائیبل کا شام و عراق کے دُور دراز حِصّوں میں اشاعت پذیر ہونا۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ اس کتاب نے وہاں کوئی ہر دلعزیزی یا وقعت حاصل کرلی ہے۔ یہ صرف ایک بات پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی برٹش اینڈ فارن سوسائٹی کے پاس بے انتہا ذرائع اشاعت ہیں۔ یعنی روپیہ پیسہ اور کارندے۔ میَں سچ کہتا ہوں اگر یہی ذرائع اور تنظیم اسلام کے علمبرداروں (اور احمدیہ جماعت ان میں سے بہتم بالشّان امتیازی حیثیت رکھتی ہے) کے پاس ہوتے بلکہ میَں کہتا ہوں ایسے ذرائع کا ایک حقیر حصّہ بھی ہمارے ہاتھ آجائے تو آج دنیا ئے مذہب دیدۂ واسے محیر العقول منظر تکتی۔ اتنے عرصے میں اسلام اس کرۂ ارضی کے گوشہ گوشہ کونہ کونہ میں اپنا تسلّط جمالیتا۔ کیونکہ اسلام انسانی قلوب کو اپیل کرنے والا ہے۔ اور یسوع کے مذہب سے کہیں بڑھ کر قادر و مستطیع ہے ۔ ترجمہ جنید ہاشمی بی۔اے (ریویو انگریزی)

رفیقانہ ازدواج

حضرت یسوع مسیح کا حکم ہے۔ کہ ایک دفعہ کی شادی کی ہوئی منسوخ نہیں ہوسکتی۔ کسی مرد کو یہ حق حاصل نہیں کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو۔ بجز اس صورت کے کہ عورت زنا کی مرتکب ہوئی ہو۔ اپنے اس حکم کے اثبات میں ان کا قول تھا کہ جس کو خدا جوڑے اسے انسان کیسے علیحدہ کرسکتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کا حوالہ دینے پر آپ فرماتے تھے۔ کہ وہ بعض غیر معمولی حالات کو مدِ نظر رکھ کر اجازت دیا کرتے تھے کہ ان کی قوم اپنی بیویوں سے جُدا ہوجائیں۔ لیکن ابتدائے زمانہ سے یہ کوئی قاعدہ نہیں اور اس پر طرہ یہ کہ آپ کہتے تھے کہ میاں بیوی میں سے جو کوئی بھی اپنے جوڑے کو چھوڑ کر کسی اور سے نکاح کرے وہ زنا کا مترادف ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ء سال تک یہ حکم عیسائی ممالک کی کتب قانونیہ میں درج رہا۔ اور اس دوران میں کافی تکلیف کا موجب رہا۔ لیکن بعض ایسے من چلے بھی پیدا ہوتے رہے۔ جو اس فرمان سے ایک پہلو والا نتیجہ بھی نکالتے رہے ہیں یعنی کہ جن کو خدا علیحدہ رکھنا چاہتا تھا۔ وہ کبھی آپس میں متفق نہیں ہوئے اور جنہیں خدا باہم متفق دیکھنا چاہتا تھا وہ کبھی جدا نہیں ہوئے خواہ وہ شادی کے سلسلہ میں منسلک ہوئے ہیں یا نہیں۔ لکھوکھا انسان مختلف زمانوں میں اپنی فطرتی ماحول کے ماتحت آپسمیں تعلّقات قائم کرتے رہے ہیں۔ اور لکھوکھا بچے ہر لحاظ سے جائز (اس تعلیم کے ماتحت) ناجائز اور حرامی قرار دیئے گئے ہیں۔ اب ان کا کون ذمّہ وار ہے؟ سوائے اس کے کون ہے۔ جس نے یہ حکم دیا کہ چرچ میں ایک دفعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شادی کا پھندا پڑا۔ اور پھر خواہ خیر ہو یا شر ساری عمر کے لئے مصیبت گلے پڑی۔ بڑی سے بڑی اجازت جو کسی کو مل سکتی تھی۔ وہ یہ ہے کہ بیشک الگ ہو کر رہے۔ مگر کسی دوسری شادی کا دھیان تک نہ دے۔ اور یہ آخری نقطہ نظر صرف رومن کیتھلک کا ہے۔ لیکن پروٹسٹنٹ کا خیال ہے کہ یہ عقد عدالت کے ذریعہ ٹوٹ سکتا ہے (دوسری طرف سے خواہ مرضی ہو یا نہ ہو) اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ عورت زناکاری کی مرتکب ہوئی ہے۔ مرد یا عورت کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ان میں سے کوئی ناجائز تعلّقات رکھتا رہا ہے۔ اب مغربی ممالک میں کیا ہوتا ہے۔ اگر دو نو طرف سے علیحدہ ہونے کی مرضی ہو جائے۔ تو ایک اپنے آپکو اس خاص کام میں پکڑوا دیتا ہے۔ یا دوسری طرف سے یہ کوشش ہوتی ہے کہ میرا مدِ مقابل اس طرح فلاں فلاں حالات میں زنا کا مرتکب ہُوا ہے۔ گندی ململ سرِ بازار نچوڑی جاتی ہے۔ اور اس طرح تمام غلاظت و عفونت والی باتیں شرفا کے سامنے پھیلائی جاتی ہیں ؞

اب آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اس قسم کے مخرب الاخلاق نمونے ناقابلِ برداشت ہوتے ہیں۔ لہٰذا بعض مغربی لوگوں نے یہاں تک باتیں بنائیں جو نہ صرف زنا تک ہی محدود تھیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تمام قسم کی تشنیعات و تغلیظات ایک دوسرے کے سر تھوپیں ہو کہ آپسمیں علیحدگی کی ممد ہو سکیں ؞

پھر عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹانے پڑے۔ اور ہر قسم کے الزامات و اتہامات پبلک میں پیش کیے گئے۔ اور اس طرح کئی زندگیاں برباد ہوئیں۔ پھر اسی پر ہی بس نہیں۔ بلکہ تھوڑے عرصے سے تو طلاق میں اسقدر ڈھیل اور آزادی دیدی گئی ہے۔ کہ مُدّتوں اکٹھے رہنے والے معمولی سے عذرات پر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ طلاق نہ ہوئی بچوں کا کھیل ہُوا! اس ہڑ بڑی کا اصل باعث پہلے تو وہ کوتہ اندیش حکم ہے جو انسانی فطرت پر مسلّط اور حاوی نہ ہو سکا۔ اصول علم الاخلاق اگر انسانی فطرت اور اعمال سے منقطع ہو جائیں تو بکو اس سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ عیسائیت اس کی زندہ مثال ہے۔ پہلے پہل اس نے فطرتِ انسانی کو دبایا۔ اب فطرت کو کچل رہی ہے۔ امریکہ میں ہر سات شادیوں میں سے ایک شادی شکارِ طلاق ہو جاتی ہے اور یہ تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اور سمجھدار لوگ انگشت بدنداں ہیں۔ کہ کیا ہو جائیگا؟ اس کا علاج کئی طریقوں سے آزمایا گیا ہے۔ مگر تھوڑی سی آزمائش کے بعد مایوس ہونا پڑا ہے۔ تازہ ترین علاج :—— Companionate divorce یا "رفیقانہ طلاق" ہے۔ امریکہ کے ایک جج مسٹر ہیریسن ایڈنگ نے ایک مقدمۂ طلاق میں یہ کہتے ہوئے فیصلہ کر دیا۔ کہ :۔

"اپنے بچوں کی خاطر گھر تو چلے جاؤ۔ مگر رہو علیحدہ علیحدہ" یعنی کہ مرد تو گھر جا کر مہتمم مالگذاری کا عہدہ سنبھالے اور عورت منتظم خانہ داری کا کام کرے اور بس ؞

کہا جاتا ہے کہ یہ سکیم اپنی پہلی آزمائش میں پوری اُتری ہے۔ کیونکہ اس طرح وہ صلح صفائی سے راضی ہو گئے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمیں مسرت ہے۔ کہ عیسائی لوگ اب آہستہ آہستہ مگر یقیناً اسلامی شادی کے نقطۂ نگاہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور یہ ہر ایک کے دل میں بیٹھ گیا ہے۔ کہ شادی ایک ناقابل تنسیخ امر زبانی نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہ مقدس اقرار نامہ ہے۔ جس کو منسوخ بھی کیا جا سکتا ہے۔ خواہ یہ قدم کس قدر بھی رنجیدہ کیوں نہ ہو، اگر مرد و عورت کی کسی صورت میں بھی نہ بنتی ہو۔ طلاق کے مسئلہ کی سنجیدگی اور اہمیّت کو دیکھتے ہوئے اسلام نے اس کو ارد گرد سے اس طرح محفوظ کر دیا ہے۔ کہ علیحدگی کی نسبت مصالحت و مفاہمت کی جانب زیادہ رغبت ہو نہ کہ اچانک پھوٹ پر علیحدہ ہو کر سوسائٹی کے لئے زحمت اور پراگندگی پیدا کرنے کا باعث ہوں طلاق سے پہلے مرد و عورت دونو کو چاہیئے کہ وہ ایک ہی بام کے اندر نہایت خوشگوارانہ طور پر تین ماہ تک بسر کریں اگر اس سہ ماہی عرصے میں ایک دفعہ بھی اکٹھے ہو جائیں یا تعلّقات پیوستگی کا اظہار کریں تو طلاق کالعدم ہے! اگر پھر بھی وہ متنفّر ہو جائیں تو یہ تجربہ نئے سر سے شروع کریں۔ یہ ہے نقطۂ اولیٰ۔ اور یہ بھی تب ہی روا ہے اگر ابتدائی مراحل آزمائے جا چکے ہوں۔ مثلاً طلاق کے اعلان سے پیشتر یہ ضروری ہے کہ دونو طرف سے بڑے بڑے لوگ مرد و عورت کی صلح صفائی کرانے کی کوشش کریں۔ اگر یہ ناکامیاب ثابت ہو تو طلاق کے لئے سعی کرنی چاہیئے۔

خاوند و بیوی کے حقوق برابر ہیں۔ لیکن بیوی کو اگر اپنے حقوق کی پائمالی اور ضرر کا اندیشہ ہو۔ تو وہ عدالت کے ذریعہ حق براری کر سکتی ہے۔ لیکن وہاں بھی اسے بہتان اور افترا پردازی ممنوع ہے۔ ہاں صرف اسے اپنے حقوق کی نگہداشت اور اپنے بچّے کے حقوق کی برقراری کی اجازت ہے۔

اب اگر یورپ اور امریکہ اس پہیئے کی لکیر سے نکلنا چاہتے ہیں۔ جس میں وہ پھنسے چلے جا رہے ہیں تو انہیں عیسائیت کو خیرباد کہہ دینا چاہیئے۔ اور علی الاعلان اسلام کے زمرہ میں آ جانا چاہیئے۔ ورنہ یہ یاد رکھیں۔ کہ انہیں کبھی گرہستی و تمدّنی چین نصیب نہ ہوگا۔ الّا ماشاء اللہ۔ ترجمہ جنید ہاشمی بی۔ اے

فرانسیسی مؤرخ میچاذ رقمطراز ہے:۔

"خیال تھا۔ کہ فتح یروشلم عیسائیوں کے دلوں میں جذبۂ ترحم پیدا کریگی۔ مگر ان مصائب سے جو انہیں دورانِ محاصرہ میں مسلمانوں کے استقلال مقاومت و مدافعت سے برداشت کرنے پڑے تھے۔ جھنجھلا کر انہوں نے اس بدنصیب شہر کو خون اور ماتم سے بھر دیا۔ جس کی حفاظت کے لئے وہ کالے کوس طے کر کے آئے تھے۔ مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ اور اس روزِ سیاہ میں مغلوبین کے لئے خنجر ظلم سے بچنا محال تھا۔ وہ اپنی بدبختی پر نوحہ کرتے ہوئے حراساں و پریشاں چاروں طرف دوڑ رہے تھے۔ مگر اس قیامت کے دن پناہ کہاں۔ اکثروں نے اپنے تئیں فصیلوں سے گرا کر موت سے بچنے کی رائیگاں کوشش کی۔ بہتوں نے مسجدوں اور گرجوں کو اپنا ملجا بنانا چاہا۔ مگر مرگِ مفاجات نے ان کا تعاقب نہ چھوڑا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبیوں کا سردار!

حضرت رسول کریم۔ موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کا باہمی موازنہ

۱

عنوان مندرجہ کے تحت مولانا اللہ دتا صاحب مبشر فلسطین نے ایک مفصّل مضمون عربی رسالہ "البشارۃ الاسلامیۃ الاحمدیہ" میں رقم فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ ذیل میں قارئین ریویو آف ریلیجنز کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

دنیا پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں متعدّد مذاہب پائے جاتے ہیں اور قلوب انسانی عام طور پر ان مذاہب سے متأثر بھی ہیں۔ حالانکہ مذاہب کی مخالفت میں زنادقہ و الحاد پسند فطرتوں نے اپنا پورا زور صرف کیا۔ منکرین و مکفّرین کے تعصّب و عناد کی آگ کے شعلوں نے ہرچند یہ کوشش کی کہ مذہب کے بلند و بالا درختوں کی ہری بھری شاخوں کو جھلس کر خاکستر کر دیں اور اس پر طرفہ یہ کہ حامیان دین کی طرف سے حمایت دین اور حفاظت مذہب میں بے اتفاقی اور عدم توجھگی بھی ساتھ ساتھ کام کرتی رہی۔ ان تمام موانع کے موجود ہوتے ہوئے پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جمہور کی توجہ مذہب ہی کی طرف ہے۔ مگر کیا یہ کوئی غیر معمولی اور اجنبی بات ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں کیونکہ مذہب و دین کا منبع تو وہ ہستی ہے جو خالق کل اور اللہ کے نام سے موسوم ہے۔ جس نے تمام دنیا کی اصلاح کے لئے کتب سماویہ کو پے درپے نازل فرمایا۔ اور مذہب کے قیام اور اشاعت کے لئے یکے بعد دیگرے اپنے برگزیدہ رسولوں کو مبعوث کرتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایک دین کے بعد دوسرا دین قائم ہوتا چلا گیا۔ اور ایک مذہب کے بعد دوسرا مذہب ترقی کرتا گیا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ ان تمام مذاہب کا جو ایک دوسرے کے بعد قائم ہوئے۔ محور ایک ہی تھا۔ جس کے گرد یہ گھومتے تھے۔ اور ایک ہی نقطہ مرکزی تھا جس کے گرد یہ چکر کھاتے رہے۔

دین کیا ہے؟ مخلوق کا اپنے خالق حقیقی کی تعریف اور اس کی عبادت میں لگے رہنا۔ اور بندوں کو تاریکی سے نکالکر نور کی طرف لانا۔ یہاں تک کہ تمام ادیان اور تمام شرائع دین اسلام اور قرآن مجید کے نازل ہونے پر۔ جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین لائے ختم کر دی گئیں۔ اور اب زندہ اور ابدی شریعت کے بعد کوئی اور شریعت نہیں۔ جو اس محکم قانون کو بدلانے اور منسوخ کرنے والی ہو۔ اور اب صرف دین اسلام ہی ایک ایسا دین ہے۔ جس پر آئندہ چلکر انسان نجات حقیقی کو حاصل کر سکتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں سے ہیں۔ جن کی ممتاز شخصیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور لاکھوں ہیں۔ جنہوں نے ان لوگوں کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنے لئے ضروری اور لازمی قرار دیا۔ اور اپنی عزیز جانوں اور مال و متاع کو ان مبارک وجودوں کے معمولی اشارے پر قربان کر دیا اور ان کے لائے ہوئے پیغام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور ہر اس بات کو جو ان کی کرامت و نجابت پر دھبہ لگانے والی تھی اسے دُور کرنے کے لئے ان کے متبعین نے اپنی محبوب ترین اشیاء کو قربان کر دیا ٭

اور ہر وہ شخص جو ان انبیاءؑ کی تاریخ کا مطالعہ کریگا۔ اسے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ کہ وہ ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرے۔ اور ان کی بے لوث مساعی اور اُن عظیم الشان کارناموں کو دیکھ کر جو انہوں نے دنیا میں امن و سلامتی کے پھیلانے اور بنی نوع انسان کے درمیان آشتی و محبت کے پیدا کرنے کے لئے سرانجام دیئے۔ ہر ایک شخص اپنے اندر ان ہستیوں کے لئے ایک محبت و عشق کا ایسا جذبہ پائیگا۔ جو چھپانے سے نہ چھپ سکیگا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر ایک مسلمان حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی نبوت پر اعتقاد رکھتا ہے۔ اور انہیں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسول سمجھتا ہے اور ہر وہ جو ان معزز ہستیوں کے متعلق کسی قسم کی عیب چینی یا نکتہ چینی کرتا ہے۔ وہ اپنے لئے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا یقینی و قوی سبب مہیا کر لیتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم اپنے متبعین کو یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لائیں۔ اور بلحاظ ایمان کے کسی نبی میں کوئی فرق نہ کریں۔ مَیں بھی مسلمان ہونیکے لحاظ سے یہ عقیدہ رکھتا ہوں۔ کہ یہ برگزیدے اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے مبعوث کردہ نبی ہیں۔ یہ اور اس طرح باقی تمام انبیاءؑ آفتاب صداقت ہیں۔ ساری خلائق میں اور دنیا کے معلم ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ دنیا میں صرف ان ہستیوں کا ہی اثر باقی اور قائم ہے۔ اور کوئی ہستی ان کے مقابل میں ایسی نہیں پیش کی جا سکتی۔ جس کا اس طرح پر اثر اس وقت تک باقی ہو۔ کیونکہ قصر انسانیت کے بانی اور قصر انسانیت کے تکمیل کنندہ یہی پیاری اور من موہن ہستیاں ہیں۔ علم آزادی کو بلند کرنے والے اور اخوت کے قیام کا یہ فرستادے واحد ذریعہ ہیں۔ اور یہی وہ ہستیاں ہیں۔ جن سے انوار ربانی اور رحمت الٰہی کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ اور یہ انبیاءؑ ہی ہیں۔ جو ایک عظیم الشان درخت کی شاخیں ہیں۔ اور ایک ہی اصل کی فروع ہیں۔ حضرت رسول کریم صلعم نے سچ فرمایا الانبیاء اخوة علات دینهم واحد و امهاتهم شتّٰی انبیاء کرامؑ آپسمیں ایک دوسرے کے علاتی بھائی ہیں۔ جن کا مذہب اور دین ایک مگر مائیں علیحدہ علیحدہ۔ پس نکتہ چینی یا عیب چینی خواہ وہ کسی قسم کی ہی کیوں نہ ہو۔ اور کسی نبی کے متعلق ہی کیوں نہ ہو۔ ایک مسلمان کے لئے خروج عن الاسلام کا یقینی باعث اور صداقت کو متروک کرنے کا قوی ذریعہ ہے ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن افسوس ہے۔ کہ بہت سے مسیحی اور یہودی صاحبان اپنی کم فہمی کے باعث نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام کو مخفی رکھکر آپ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو نہ صرف ان کی اپنی کمینگی اور دنائت کا ثبوت ہوتی ہیں بلکہ ان کی جہالت کا بھی ان سے مظاہرہ ہوتا ہے۔ اور اس سے بڑھکر یہ کہ اپنے انبیاء اور انبیاء کرام کے اُن حالات سے جن کا انبیاء اور خدا تعالیٰ کے رسولوں میں پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ بالکل نا آشنا ہیں +

خدا کی قسم اگر یہ لوگ اس بات سے آگاہ اور واقف ہوں کہ کن صفات اور کونسے معیاروں کی رُو سے ان کے انبیاء کرامؑ کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ تو انہی معیاروں کی رُو سے اگر یہ لوگ حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو پرکھیں۔ تو ان پر آپؐ کی نبوت اور صداقت مبرہن ہو جائے۔ اور انہیں آپ کی سچائی میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے۔ اور ان دلائل کی رُو سے مجبور ہو جائیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور سیّد المرسلین تسلیم کریں +

محض نصرت حق اور قصر صداقت کی حفاظت کے لئے مَیں نے یہ مقالہ لکھا ہے۔ اور اس میں ان تینوں عظیم الشان ہستیوں کا بلحاظ ان کی اُن صفات اور تعلیمات کے موازنہ کیا ہے جو قرآن کریم۔ تورات اور انجیل میں بیان کی گئی ہیں تا ہر ایک عقلمند اور بصیرت رکھنے والا معلوم کر سکے۔ کہ کس نبی کا پلڑا بھاری رہتا ہے اور تا ہر ایک نبی کو اسکے حق کے مطابق اس کا حق دیا جا سکے۔ اور اصل حقیقت سے آگاہی حاصل ہو +

چنانچہ اس مبارک مقصد کے لئے ہم نے ایسے طریقِ محبت و اُلفت کو اختیار کیا ہے۔ جس سے کسی کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے۔ اس موازنہ کی بنیاد اِدھر اُدھر کی باتوں پر نہیں بلکہ تورات انجیل پر ہے جو اہل کتاب کے لئے قطعی حجت کا حکم رکھتی ہے +

یہ ظاہر اور مسلّمہ حقیقت ہے۔ کہ ایک عظیم لشکر کے سپہ سالار اور قائد کا درجہ اور رتبہ بڑا ہوگا۔ بہ نسبت ایک معمولی سے دستے یا کمپنی کے سپہ سالار اور قائد کے۔ اسی طرح وہ شخص جسکے سپرد بہت بڑی سلطنت کا انتظام ہو یہ بھی اپنے درجہ میں بڑا ہوگا۔ بہ نسبت اس شخص کے جس کے سپرد ایک گاؤں یا شہر کا انتظام ہوگا۔ اس اصل کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہم حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دیکھتے ہیں۔ تو وہ صرف اپنی قوم کی رہنمائی اور اصلاح کے لئے جیسا کہ تورات سے معلوم ہوتا ہے مبعوث کیے گئے تھے۔ تورات میں لکھا ہے :-

(۱) "اب دیکھو بنی اسرائیل کی فریاد مجھ تک آئی اور مَیں نے وہ ظلم جو مصری اُن پر کرتے ہیں دیکھا ہے پس اب تُو جا مَیں تجھے فرعون پاس بھیجتا ہوں۔ میرے لوگوں کو جو بنی اسرائیل ہیں مصر سے نکال" (خروج باب ۳ آیت ۹-۱۰)

(۲) "کیونکہ مَیں خداوند ہوں جو بنی اسرائیل کے درمیان رہتا ہوں" (گنتی باب ۳۵ آیت ۳۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ امر یہودیوں کو بھی مسلّم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام صرف بنی اسرائیل کی طرف نبی ہو کر آئے تھے۔

(شعیب اللہ المختار)

اور حضرت موسیٰؑ کی دعوت صرف بنی اسرائیل تک ہی محدود تھی۔ اور حضرت موسیٰؑ ہمیشہ انہیں ان الفاظ سے خطاب کیا کرتے تھے کہ اسرائیلیوں کا خدا یہ کہتا ہے۔ اور کبھی ان سے حضرت موسیٰؑ نے ان الفاظ سے خطاب نہیں کیا کہ رب العالمین یوں کہتا ہے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بھی حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی طرح ہی آئے۔ اور انہی کی تعلیمات کو ہی اپنا لائحہ عمل تجویز کیا اور صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کو جمع کرنے کے لئے مامور کیئے گئے۔ اور صرف بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے ہی مبعوث کیئے گئے۔ اناجیل کے مطالعہ سے ہمارے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ چنانچہ مشتے از خروارے بطور نمونہ کے ذیل میں انجیل کے چند حوالے درج کیئے جاتے ہیں:-

(۱) "کیونکہ نبی کی معرفت یوں لکھا گیا ہے کہ اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلیگا جو میری اُمّت اسرائیل کی گلّہ بانی کریگا۔" (متی باب۲ آیت ۶)

(۲) "اُس نے (حضرت مسیحؑ) جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" (متی باب۱۵ آیت ۲۴)

(۳) "ان بارہ کو یسوع نے بھیجا۔ اور انہیں حکم دیکے کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔" (متی باب۱۰ آیت ۵-۶)

(۴) "کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آجائیگا۔" (متی باب۱۰ آیت ۲۳)

(۵) "تم جسے نہیں جانتے اس کی پرستش کرتے ہو۔ ہم جسے جانتے ہیں اس کی پرستش کرتے ہیں۔ کیونکہ نجات یہودیوں میں سے ہے۔" (یوحنا باب۴ آیت ۲۲)

انجیل کی ان آیات سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام صرف بنی اسرائیل کی گلّہ بانی اور اسرائیل کے گھرانوں کی گُم شدہ بھیڑوں کو راہِ راست پر لانے اور یہود کو نجات دلانے کے لئے مامور کیئے گئے تھے۔ بنی اسرائیل کے علاوہ دوسری اقوام سے انہیں کوئی لگاؤ اور واسطہ نہیں تھا۔

اسی طرح پولوس رسول کا بھی بیان ہے (۱) "کیونکہ مجھے یہاں تک منظور ہوتا کہ اپنے بھائیوں کی خاطر جو جسم کی رُو سے میرے قرابتی ہیں۔ میں خود مسیح سے محروم ہو جاتا۔ وہ اسرائیلی ہیں۔ اور لے پالک ہونے کا حق اور جلال اور عہود اور شریعت اور عبادت اور وعدے انہیں کے ہیں۔ اور قوم کے بزرگ انہیں کے ہوئے ہیں۔ اور جسم کی رُو سے مسیح بھی انہیں میں سے ہُوا۔" (رومیوں باب۹ آیت ۳-۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) "پولوس کلام سنانے کے جوش سے مجبور ہو کر یہودیوں کے آگے گواہی دے رہا تھا۔ کہ یسوع ہی مسیح ہے۔ جب لوگ مخالفت کرتے اور کفر بکنے لگے تو اس نے اپنے کپڑے جھاڑ کر ان سے کہا کہ تمہارا خون تمہاری ہی گردن پر۔ میں پاک ہوں۔ اب سے غیر قوموں کے پاس جاؤنگا۔" (رسولوں کے اعمال باب ۱۸ آیت ۵ - ۶)

پس عیسائیت بھی ایک محدود دائرہ ہے۔ اور ایسا مذہب ہے۔ جو صرف اسرائیلیوں کو ہی ضیا اور انہیں نجات دلانا چاہتا ہے۔ عیسائیت ایک ایسا درخت ہے۔ جس کی شاخیں اپنے سایہ سے بنی اسرائیل کے سوا دوسری اقوام کو آرام و راحت پہنچانا نہیں چاہتا۔ اور حق تو یہ ہے۔ کہ اس میں اتنی قدرت اور وسعت ہی نہیں کہ یہ اوروں کو سما سکے۔ اس لئے قرآن کریم نے فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی اصلاح کیلئے مبعوث کیئے گئے۔ جیسا کہ ورسولاً الیٰ بنی اسرائیل سے ظاہر ہے۔ یعنی حضرت مسیحؑ نے صرف اسرائیلیوں کو ہی مسیحیت کی طرف بلایا اور اسی طرح آپ کے متبعین اور حواری بھی آپ کے زمانہ اور آپ کے بعد ایک عرصہ تک اسی طریق پر عمل کرتے رہے۔ اور صرف اسرائیلیوں کے قبائل کو ہی جمع کرتے۔ اور انہیں عیسائیت کی دعوت دیتے رہے۔ جب اپنی قوم میں کامیابی ان کے لئے محال ہو گئی۔ تو پھر دوسری قوموں کو بھی اپنے اندر داخل کرنے کے لئے انہوں نے آپسمیں بڑی بحثیں کی ہیں جیسا کہ اعمال الرسل سے ثابت ہوتا ہے +

حضرت مسیحؑ کے چھ سو سال بعد جب دنیا کی عقلیں تیز ہو گئیں۔ علوم ترقی کر گئے۔ اور انسان نے مادی ترقی کے بہت سے زینے طے کر لئے۔ بایں ہمہ خالق حقیقی کی معرفت سے محروم ہوتے چلے گئے اور خدا تعالےٰ کی ہستی کے معلوم کرنے سے یہ بالکل عاجز آ گئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا آپ صرف عرب کے لئے ہی نہ بھیجے گئے بلکہ عجم بھی آپ کے دائرہ میں رکھا گیا۔ آپ صرف گوروں ہی کے لئے ہادی نہیں تھے۔ بلکہ کالوں کے لئے بھی رہنما بنکر آئے۔ غرضیکہ مشرق و مغرب کے باشندوں اور ادنیٰ و اعلیٰ اقوام سب کے لئے آپؐ رحمت بنکر تشریف لائے۔ اور تمام املاک و اقوام کے لوگوں کو مذہب اسلام کی طرف بلایا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "تبارك الذی نزّل الفرقان علیٰ عبده لیکون للعالمین نذیرًا" اور پھر اسی طرح فرمایا۔ قل یاایها الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ خود حضرت رسول مقبول نے بھی ببانگ دہل اس بات کا اعلان فرمایا کان النبیؐ یبعث الیٰ قومه خاصة و بعثت الی الناس عامّة۔ ہر ایک نبی اپنی قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا جاتا تھا۔ لیکن میں صرف اپنی قوم ہی کے لئے نہیں۔ بلکہ تمام اقوام کی اصلاح کے لئے مامور کیا گیا ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے کسریٰ۔ قیصر اور نجاشی بادشاہوں کو اور بڑے بڑے امراء اور سلاطین اور مذہبی لیڈروں کو بھی دعوت اسلام پہنچائی اور انہیں خدائے واحد کی عبادت و پرستش کی طرف بلایا۔ اور اپنی رسالت کو بھی بوضاحت ان پر ثابت کیا۔ اور بتایا۔ کہ مجھے اس خدا نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمھاری اصلاح کے لئے مامور کیا ہے۔ جو ربّ العالمین ہے۔ اسی لئے قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے شروع فرمایا۔ کہ ربّ العالمین کی طرف سے تمام جہانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے یہ نبی اور کتاب بھیجی گئی ہے۔ اور اس کے مخاطب کوئی خاص خطہ یا خاص قوم نہیں بلکہ تمام بنی آدم ہیں۔ قرآن کریم میں یا بنی اٰدم اور یاایھا الناس کے الفاظ صراحتاً دلالت کر رہے ہیں۔ کہ بغیر استثناء کسی کے یہ سب کے لئے ہے۔ اسی طرح فرمایا یاایھا الذین اٰمنوا اب مومنوں میں بھی ہر قوم اور ہر رنگ ہر پیشہ کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے تورات اور انجیل کی طرح صرف اسرائیلیوں کو ہی اپنا مخاطب نہیں رکھا۔ اور نہ ہی نبی کریم صلعم نے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کی طرح صرف بنی اسرائیل کو ہی مخاطب رکھا ہے۔ بلکہ تمام دنیا کی اصلاح کا انتظام کیا ہے۔ اور چونکہ آپ نے ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک کے لوگوں کی اصلاح کی اور ان کا انتظام فرمایا اس لئے آپؐ ہی قائد اعظم اور سیّد الانبیاء ہیں جو مندرجہ بالا اصل کی رُو سے ثابت ہوتے ہیں نہ کہ حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام ؎

(۲)

بنی اسرائیل کی بے حرمتی کی جاتی تھی۔ ان کے بیٹوں اور بیٹیوں کو بے دردی سے قتل کیا جاتا تھا۔ انتہائی درجہ کی ذلّت کا انہیں سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اور فطرت کی ابدی غلامی کی بے عزّتی کی آگ میں یہ جُھلسے جا رہے تھے۔ انہیں کسی قوّت و طاقت پر بھروسا نہ تھا۔ اور نہ ہی انہیں کوئی ایسی سبیل سُوجھتی تھی جسے یہ اختیار کریں۔ اور ان زندگی بھر کے مصائب و آلام سے نجات پائیں غرضیکہ ان ظلم و شدائد سے تنگ آ کر جب اسرائیلی روحوں نے آہ و فغاں بلند کی تو اللہ تعالیٰ رجوع برحمت ہُوا اور وادی نیل میں اس کے فضل و رحمت کا ایک چشمہ پُھوٹا جو حضرت موسیٰؑ کے وجود باجود میں ظاہر ہُوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بلند آواز سے ظالم فرعون کو اطلاع دی۔ کہ اگر وہ ان اسرائیلیوں کو دُکھ اور درد کی بیڑیوں سے رہا نہیں کریگا تو انہیں زنجیروں میں وہ جکڑا جائیگا۔ اور ہلاکت و تباہی کے گڑھے میں دھکیلا جائیگا اور اس جور و ستم کا اُسے نشانہ بننا پڑیگا۔ حضرت موسیٰؑ کے اس اعلان سے نیل کی ساری وادی گونج اُٹھی۔ اور حضرت موسیٰؑ کی اس آواز سے اسرائیلیوں میں ایک برقی روح دَوڑ گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ مُردے زندہ۔ غلام آزاد کمزور قوی اور بزدل اسرائیلی بہادر بن گئے۔ اسرائیلیوں کا خون جوش مارنے لگا۔ اور انتقام و غضب کے شعلے ان سے جھڑنے لگے۔ اور اب ان لوگوں نے اپنا یہ مقصد قرار دے لیا۔ کہ فرعون سے انتقام لیا جائے۔ جو ملے اُسے قتل و غارت کیا جائے۔ چنانچہ تورات میں لکھا ہے:۔

" اور اگر وہ اس صدمہ سے ہلاک ہو جائے تو تُو جان کے بدلے جان لے۔ اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ پاؤں کے بدلے پاؤں۔ جلانے کے بدلے جلانا۔ زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بدلے چوٹ ۔" (خروج باب ۲۱ آیت ۲۳ تا ۲۵)

چنانچہ اس کا یہ اثر ہوا کہ تھوڑے عرصہ بعد یہود کی طبائع میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو گیا۔ اور تمام اقوام میں سے زیادہ سخت اور سنگدل بن گئے۔ اور ان کے دلوں میں اتنی شقاوت پیدا ہو گئی کہ گویا نرمی اور شفقت کو یہ بالکل جانتے ہی نہیں۔ جب یہود نامسعود اپنی اس حالت میں حد سے تجاوز کر گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کو بھیجا جنہوں نے علاج بالضد کو ان کے لئے مفید سمجھا اور از قسم علاج بالضد ان کے لئے نسخہ تجویز کیا۔ حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں اور متبعین کو اس بات کی تلقین کی کہ وہ اس نسخہ کو استعمال کریں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ "تم سُن چکے ہو۔ کہ کہا گیا تھا۔ کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کُرتہ لینا چاہے تو چوغہ بھی اسے لے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لیجائے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔" (متی باب ۵ آیت ۳۸ تا ۴۲)

پس یہ تھی حضرت مسیح علیہ السلام کی وہ تعلیم جس سے مقصود صرف یہ تھا کہ یہود کی وقتی حالت کو تبدیل کرے یہ تعلیم کوئی عملی نہیں۔ چنانچہ مسیحی صاحبان اپنے معاملات اور زندگی ہرگز اس تعلیم کے مطابق نہیں گذار سکتے اس سے بڑھ کر خود مسیحی صاحبان کہتے ہیں کہ یہ تعلیم انسانی طاقت سے باہر ایک تکلیف ہے جسے برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ انجیل متی کا ایک شارح لکھتا ہے :-

"ان شریعة المسیح وتعالیمه بعیدة المنال، وصعبة الاحتمال علی الطبیعة البشریة لانها ضدها فلدی سماعنا موعظة المسیح علی الجبل لا یسعنا الا ان نصرخ من اعماق قلوبنا بان العمل بها من المحال"

(الشرح المطبوع بمطبعة النیل المسیحیة صفحہ ۱۲)

یعنی حضرت مسیح کی شریعت اور تعلیم ناحاصل ہونے والا مقصد ہے۔ انسانی طبائع پر ناقابل برداشت بوجھ ہے کیونکہ یہ شریعت اور تعلیم انسانی طبیعت کے سراسر مخالف اور ضد ہے۔ اور حضرت مسیحؑ کی یہ نصیحت ہمارے نزدیک بالکل بے اثر ہے۔ اور ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ان تعلیمات پر عمل کرنا محال اور ناممکن ہے ۔

پس بدلے اور انتقام کی تعلیم ہر موقعہ اور ہر جگہ پر اور اسی طرح ہر جگہ اور ہر وقت عفو اور درگذر کی تعلیم دینا اعلیٰ درجہ کی تعلیم کے سراسر مخالف ہے۔ اور ایسی تعلیم ہرگز ہرگز اجتماعی تعلیم نہیں کہلا سکتی اور نہ ہی ایسی تعلیم تمام اقوام۔ تمام ممالک اور ہر ایک موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے۔ اور اگر اس تعلیم کی ضرورت بھی پیش آجائے تو صرف وقتی طور پر کسی خاص قوم کے لئے ہی ہو سکتی ہے ورنہ عمومیت کے ساتھ ہر ایک کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ تعلیم نہیں دی جاسکتی *

انہی باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول مقبول صلعم کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ شریعت کو مکمّل اور پورا کردیں اور مکارم اخلاق کو صحیح طور پر قائم کریں۔ آپ کی لائی ہوئی شریعت ہر ایک فطرت کے لئے بطور تریاق کے ہے۔ ہر ایک قوم کے لئے اس میں ہدایات ہیں اور ہر مرض کا ہر ایک وقت کے لئے علاج موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بیان فرماتا ہے:-

(۱) ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولیٌّ حمیم (حم سجدہ)

(۲) فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ واعلموا انّ اللہ مع المتقین (البقرہ)

(۳) والّذین اذا اصابھم البغی ھم ینتصرون وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظالمین (شوریٰ)

(۴) الذین ینفقون فی السرّاء والضرّاء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحبّ المحسنین (آل عمران)

قرآن کریم کی ان آیات سے بصراحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلامی ہمیں ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم ہر ایک مجرم کو معاف اور درگذر کردیں۔ اور نہ ہی اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ ہم بائیں گال کو بھی طمانچہ مارنے والے کے سامنے کردیں اور نہ ہمیں اس بات کی اجازت ہے۔ کہ ہم کسی سے نفسانی خواہش اور جذبہ کے ماتحت انتقام لیں بلکہ قرآن مجید جس بات کا ہمیں حکم دیتا ہے۔ وہ یہ کہ "ہمارا اصل مقصود اصلاح ہونی چاہیئے۔ خواہ وہ سزا دینے سے ہو یا درگذر کرنے سے۔ ہمیں یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم یہ حکم دیتی ہے کہ معاف کرو جب عفو بہتر ہو۔ اور سزا دو جبکہ سزا مفید ہو اور تم انتقام لو مگر انصاف پر مبنی ہو۔ جبکہ قصاص ضروری ہو *

اگر عفو اور سزا ان کے محل اور موقعہ پر استعمال نہیں کرینگے تو یہ تعلیم کبھی اعلیٰ درجہ کی نہیں ہوگی۔ بلکہ یہی عفو جو اپنی ذات میں ایک اچھی چیز ہے۔ بُری اور مضر ہو جائیگی۔ کما قال الشاعر

ووضع الندی فی موضع السیف بالعلا * مضر کوضع السیف فی موضع الندی

یعنی تلوار کے استعمال کے موقعہ پر سخاوت اور سخاوت کے وقت تلوار کا استعمال رفعت انسانی کے مخالف اور مضر ہے۔

پس یہ ہے وہ اصل جس پر اسلامی تربیت کی بنیاد ہے۔ اور اسلامی شریعت کا کوئی ایسا حکم نہیں جس میں یہ اصل مخفی نہ ہو۔ اور وہ دن دور نہیں جبکہ دنیا کے تمام لوگ خواہ وہ مسلمان ہو یا کسی اور مذہب سے متعلق ہوں۔ طوعاً

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وکر ہا اسلامی شریعت کو اپنی زندگی کے لئے دستور العمل بنائینگے۔ اور اسی پر عمل کر کے نجات حقیقی کے مستحق ٹھیرینگے۔

(۳)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت چونکہ صرف بنی اسرائیل کے لئے ہی تھی۔ اس لئے کبھی آپنے اس بات کا دعویٰ نہ کیا کہ یہ شریعت تمام انسانی ضروریات کو پورا کرنے والی ہے۔ اور قیامت تک حاجات بشریہ کو پورا کرتی رہے گی بلکہ آپنے اپنے بعد ایک عظیم الشان نبی کی بشارت دی جو کہ آپ کی طرح شرعی نبی ہوگا۔ لیکن اس کی شریعت تا قیامت جاری رہیگی اور وہ موجودہ شرائع کو منسوخ کر کے ایک نئی اور مکمل شریعت کو دنیا کے سامنے رکھیگا۔ چنانچہ تورات میں صاف طور پر یہ لکھا ہوا موجود ہے:۔

"میں ان کے بھائیوں میں سے ایک نبی برپا کرونگا۔ اور اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالونگا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤنگا وہ سب اُن سے کہیگا۔ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سُنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لونگا" (استثنا باب ۱۸ آیت ۱۸-۱۹)

ہم قارئین "ریویو آف ریلیجنز" کی توجہ "اور جو کچھ میں اُسے فرماؤنگا وہ سب اُن سے کہیگا" کے جملہ کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ اسے یاد رکھیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ اور ہم میں سے ہر ایک اس سے باخبر ہے کہ آپ کوئی شرعی نبی نہ تھے بلکہ تورات کے مطابق ہی عمل کرنیوالے تھے۔ اور تجدید و اصلاح کی غرض سے تشریف لائے تھے۔ آپنے بھی اپنے بعد میں ایک شخص کی پیشگوئی فرمائی اور کہا کہ میرے بعد ایک کامل صاحب الشرع نبی ہوگا اور اپنے حواریوں کے سامنے یہ کھول کر بیان کر دیا کہ وہ بہت سے امور کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ لیکن جب وہ روح الحق آئیگا تو وہ ان کی تمام سچائیوں اور صداقتوں کی طرف رہنمائی کریگا۔ اور یہ بشارت حقیقۃً حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح ؑ نے فرمایا:۔

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئیگا۔ تو تم کو وہ سچائی کی راہ دکھائیگا۔ اس لئے وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا۔ لیکن جو کچھ سُنیگا وہی کہیگا۔" (یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۲-۱۳)

پس حضرت مسیح ؑ کا یہ فرمانا بالکل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ہے۔ اور اُس میں اور اِسمیں ذرا بھی فرق نہیں۔ اور خاص طور پر یہ فقرہ کہ "جو کچھ سُنیگا وہی کہیگا" تو اصل جملہ اور فقرہ ہے جو تورات میں بیان ہوا کہ "جو کچھ میں فرماؤنگا وہ سب اُن سے کہیگا"

پس لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے صریح احکام اور اس کی کتب کے صاف ارشادات کی نافرمانی اور مخالفت کرنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے ڈرنا چاہیئے۔ کہیں اس حق کی مخالفت کی وجہ سے وہ عذاب الیم کا شکار نہ ہو جائیں۔ تورات اور انجیل کی نصوص صریحہ اس بات کی شہادت ہیں کہ شریعت موسوی ایک خاص وقت کے لئے اور خاص قوم کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ اور وہ مکمل شریعت نہیں۔ اس نے ایک اور عظیم الشان نبیؐ کی بشارت دی جو تکمیل شریعت کرنے کے علاوہ اقوام عالم کی اصلاح و رہنمائی کریگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی اس پیشگوئی کو پورا فرمایا۔ اور حضرت رسول مقبول صلعم کو اس عظیم الشان نبی کا جس کی بشارت تورات اور انجیل میں موجود ہے کا مصداق ٹھیرایا۔ آپؐ پر اللہ تعالیٰ نے تمام اقوام کی ضروریات کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ایک جامع اور مانع صحیفہ نازل کیا اور تمام نظام کو یکسر موقوف کر کے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ایک نئے نظام کو رائج کر دیا۔ اور قلوب انسانی میں ایک نئی رُوح آپؐ نے بھر دی۔ اور اسے رُوحانی خوبصورت لباسوں سے مزیّن کر کے تمام بشری حاجات کو خواہ وہ کسی قوم یا کسی زمانہ کے ساتھ متعلق ہوں اِس شریعت جدیدہ کے ساتھ پورا کر دیا۔ اور کوئی ایسا مرض نہیں جس کا علاج اللہ تعالیٰ نے اس شریعت میں نہ رکھدیا ہو۔ غرضیکہ اس شریعت کو ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے مکمّل فرمایا۔ یہی وجہ ہے صحف سابقہ اس بات کے بیان کرنے سے عاجز رہے ہیں کہ وہ مکمّل ہیں۔ لیکن قرآن کریم نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ "مَیں کامل ہوں" اور ایسی کتاب ہوں کہ کبھی اسے باطل نہیں چھُو سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱) الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ)

(۲) الذین یتّبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التّوراۃ والانجیل (الاعراف)

(۳) انّا نحن نزّلنا الذکرّ وانالہٗ لحافظون (الحجر)

(۴) وانہ لکتاب عزیز لایأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید (حم السجدۃ)

یہ تمام دعاوی ایسے ہیں جو تورات اور انجیل کی تصریحات کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ان صحف کا اپنے متعلق یہی دعویٰ رہا ہے کہ وہ محدود شرائع ہیں۔ اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السّلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اپنی اقوام کے لئے مبشّر تھے۔ لیکن حضرت رسُول مقبولؐ اور قرآن کریم عالمگیر شریعت اور عالمگیر نبی ہیں۔ پس اس عظیم الشان نبی اور اس کامل صحیفہ کے ساتھ تورات اور انجیل جیسی محدود شریعت اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام جیسے خاص اقوام کے انبیاء کی کوئی نسبت ہی نہیں ؂ پس اُس کتاب اور عظیم الشان نبی کا کتنا بڑا مقام اور درجہ ہے۔ جس کی شریعت اور اتباع کو ہمیشہ کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ نے قائم کر دیا۔ اور تا قیامت اسی کی اتباع کو ہی فرض قرار دیا۔ اس کتاب اور عظیم الشان مبشر کی کتنی شان بلند ہے جس نے صحف سابقہ کو منسوخ کر دیا اور اپنے صحیفہ کو نجات حقیقی کے حصول کا لائحہ عمل قرار دیا *

۴

یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کا انکار کیا۔ اور قسم قسم کے افتراء اور عیوب کو آپؑ کی طرف منسوب کیا۔ نصاریٰ نے حضرت رسول مقبول صلعم کی شان بلند کو زیر کرنے کیلئے وہ کچھ لکھا جس نے یہود کے تعصب و عناد کو بھی مات کر دیا۔ جو انہیں حضرت مسیحؑ اور ان کے اعتقادات کے متعلق تھا لیکن مسلمان ہیں کہ وہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام دونو کو خدا کا مقدس اور برگزیدہ نبی سمجھتے ہیں بلکہ تمام انبیاء کرامؑ کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے مذہب کی طرف سے اس کے ماننے والوں پر یہ فرض قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ ہر ایک مقدس اور برگزیدہ کی تعظیم و تقدیس کریں۔ پس قابل غور بات ہے۔ کہ کونسا مذہب ہے جس نے آشتی اور سلامتی کو دنیا میں قائم کیا؟ اور وہ کونسا دین ہے جس نے انسانی قلوب میں پریم اور محبت پیدا کی؟

ڈاکٹر زویمر اپنے مشہور رسالہ "اعظم شخصیۃ" میں لکھتے ہیں:۔ "فی القرآن نری النبی العربی یضع عیسیٰ ابن مریم فی مقام خاص صحیح ان القرآن یدعوہ نبیاً و رسولاً و صحیح ان القرآن ینکر علیہ لاھوتہ و لکن اذکروا الالقاب الکریمۃ یطلقھا علیہ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نبی عربیؐ نے عیسیٰ بن مریم کو قرآن کریم میں ایک خاص مقام میں رکھا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ قرآن حضرت عیسیٰؑ کو نبی اور رسول قرار دیتا ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ قرآن ان کی الوہیت کا منکر ہے لیکن ان معزز القاب کو یاد کرو جن سے قرآن کریم میں آپ کو یاد کیا گیا ہے" صٹ

پس مسلمان تو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق مقدس اور برگزیدہ نبی سمجھتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ یہود اور نصاریٰ مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتے اور انہیں ٹھیس پہنچانے سے ہرگز باز نہیں آتے۔ اور ان کے نبی بلکہ دنیا کے محسن اعظم حضرت رسول مقبول صلعم کو برا کہنے اور آپ پر بہتان باندھنے سے ہرگز نہیں رکتے۔ لیکن یہ یاد رکھیں۔ کہ اگر یہ ناخنوں تک زور بھی اسلام اور بانی اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے لگائیں تو پھر بھی یہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ بلکہ اپنا نقصان کرینگے۔ کاش یہ سمجھیں *

اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سب سے بہتر تعلیم وہ ہے جو بنی نوع انسان کے لئے زیادہ مفید ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور سلامتی و آشتی پھیلانے والی ہو۔ اور ان صفات اور خوبیوں کی مرقع تعلیم صرف وہی ہے۔ جسے اسلام نے پیش کیا ہے۔ کہ ہم ہر ایک نبی کی تعظیم بجا لائیں خواہ وہ نبی کسی قوم اور کسی زمانہ میں ہی کیوں نہ آیا ہو۔ اور یہی وہ سیدھی راہ ہے۔ جس پر چل کر بین الاقوامی صلح اور محبت پیدا ہو سکتی ہے۔

(باقی دارد)

سائنس کے کرشمے

قیامت کب آئے گی

نکولائٹس لا۔ کی رائے ہے کہ ہماری زمین آخر جل کر تباہ ہو گی۔ اس کا دعویٰ ہے۔ کہ چونکہ فضا برق سے معمور ہو چکی ہے۔ لہٰذا اس کا یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ اس میں کسی روز خود بخود آگ لگ جائے گی۔ ایک ہولناک دھماکہ ہو گا، دُنیا شعلوں میں گھر جائے گی۔ اور چند ساعت میں تمام زندگی فنا ہو جائے گی۔ بخلاف اِس کے گرانٹ ایلن کہتا ہے کہ زمین کا خلاف ایک روز اسی طرح پھٹ جائے گا۔ جس طرح یخ ٹوٹ جاتی ہے۔ اور تمام زندگی ختم ہو جائیگی۔ اور بعض دیگر سائنس دانوں کا خیال ہے۔ کہ فضا میں خوفناک تبدیلی واقع ہونے کا امکان پیدا ہو گیا ہے کیونکہ فضا کا مرکب مرورِ زمانہ سے بہت بدل گیا ہے۔ لاکھوں برس پہلے فضا میں جو کاربن ڈائی اکسائیڈ تھا۔ اب اس کی مقدار قلیل رہ گئی ہے۔ اور یہ ممکن ہے۔ کہ اس کی کافی مقدار پیدا کرنے کے لئے آتش فشاں پہاڑوں کا وحشت ناک عمل تمام زندہ مخلوق کا گلہ گھونٹ دے۔ ممکن ہے۔ کہ کوئی دُمدار ستارہ زمین کے پاس سے گذرتا ہوا زہریلی گیاس (ہوا) چھوڑ جائے۔ کہ زندگی ناممکن ہو جائے۔ ممکن ہے۔ کہ زمین میں سے ایسے بخارات برآمد ہوں۔ کہ تمام دنیا کو خشک کر کے اس کو بے جان کر دے۔ غرض سائنس کو اختیار ہے۔ کہ جو تجربے چاہے کرے۔ اور جو چاہے پیش کرے۔ اندازہ لگائے۔ لیکن قدرت کاملہ کی آسمانی شہادت تو یہ ہے۔ کہ:۔

"ایک دن ایسا آنے والا ہے۔ جب آسمان اور زمین۔ چاند و سورج اور تمام سیاروں میں تصادم ہو گا۔ پہاڑوں کے پرزے اُڑ جائیں گے۔ سمندروں میں نمی تک نہ رہیگی برق اپنی خاصیت کھو دے گی۔ قانون جذب و کشش باطل ہو جائے گا۔ یہی دِن قیامت کا دن ہو گا۔ جب انسان سے اس کے اعمال خیر و شر کا حساب لیا جائے گا" (سورہ تکویر) (ترجمان القرآن)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سِکھ مذہب

واہ رے زورِ صداقت خوب دکھلایا اثر ✤ ہوگیا نانکؒ نثارِ دینِ احمدؐ سر بسر

باوا نانک علیہ الرحمۃ کا وجود کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ آپ کی پیدائش تونڈی ضلع گوجرانوالہ کے ایک معزز ہندو گھرانے میں ۱۵۔اپریل ۱۴۶۹ء کو ہوئی۔ آپکے والد کا نام کالو کھتری تھا۔ جو پٹواری کا کام کرتے تھے۔ ہندوؤں کا یہ مذہب ہے، کہ باوا صاحب ایک ہندو تھے۔ اور سکھوں کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھنے والے تھے۔ جسے سِکھ مذہب کہا جاتا ہے۔ اور ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ آپؒ مسلمان ہوگئے تھے۔ اور اس امر کو حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنی کُتب میں وضاحت سے ثابت کیا ہے۔ کہ حضرت باوا صاحبؒ نے اسلام کو قبول کر لیا تھا۔ چنانچہ میں اس امر کو اختصار کے ساتھ ثابت کرونگا۔ وما توفیقی الّا باللہ ✤

باوا صاحبؒ موصوف کے حالات و اقوال ہمیں دو کتابوں سے معلوم ہو سکتے ہیں:۔ اوّل گرنتھ سے، اور دوم جنم ساکھیوں سے۔ گرنتھ سے مراد وہ کتاب ہے جس میں دسوں گُروؤں کے حالات قلمبند کیئے گئے ہیں۔ اور جنم ساکھیوں سے وہ کتابیں مراد ہیں جن میں مختلف لوگوں نے گُروؤں کے حالات اپنے عقیدے۔ رائے۔ اور تحقیق کے مطابق لکھے ہیں۔ اس موقعہ پر ایک اصول کو ہمیشہ مدِّ نظر رکھنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ جب ہم گرنتھ صاحب اور جنم ساکھیوں سے باوا صاحبؒ کا مسلمان ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اور ان کے وہ اقوال پیش کرتے ہیں جن سے اسلام کی تائید ہوتی ہے۔ تو سکھ اور ہندو بھی بعض ایسے اقوال پیش کر دیتے ہیں۔ جس میں ہندوانہ رسومات اور ان کے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ تو اس اختلاف اور تضاد کو دُور کرنے کے لئے سکھوں اور ہندوؤں کے سامنے یہ امر پیش کرنا چاہیئے کہ ہمارا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ باوا صاحبؒ پیدائشی مسلمان تھے۔ بلکہ ہمیں یہ مسلّم ہے کہ آپ ہندوؤں کے گھر پیدا ہوئے۔ مگر بعد میں تحقیقات کرکے خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلام میں داخل ہوگئے۔ اور اور اس دعویٰ کی تائید میں ہمارے پاس براہین ساطعہ اور دلائل قاطعہ موجود ہیں ✤

دلیل اوّل

سب سے اوّل میں باوا صاحبؒ کے وہ اقوال بیان کرتا ہوں جن میں آپنے ہندو مذہب اور اس کی رسومات کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناپسند فرمایا اور ان سے بیزاری ظاہر کی ہے۔

وید۔ جو ہندوؤں کی مقدس کتاب مانی جاتی ہے۔ اس کے متعلق باوا صاحب فرماتے ہیں:۔

"شاست بید بکے کھڑو بھائی کرم کرو سنساری

پاکھنڈ میل نہ چوک ائی بھائی انتر میل دیکاری" گرنتھ صاحب سورٹھہ محلہ پہلا

ترجمہ:۔ شاستر اور ویدوں کی تعلیم سے دل دنیاوی کدورتوں سے پاک نہیں ہوتا۔ خواہ تم انپر کتنا ہی عمل کرو۔"

پھر لکھا ہے:۔ پڑھ دے سگلے وید ناچوکے من بھید گرنتھ صاحب دھناسری محلہ

کہ چاروں ویدوں (رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو) کے پڑھنے سے اطمینان قلب حاصل نہیں ہوتا۔

چھُوت چھات:۔ یہ مسئلہ بھی ہندوؤں کا مذہبی مسئلہ ہے۔ جس میں بعض انسانوں کو تو مالک اور بعض کو خادم بنا دیا گیا ہے۔ اور یہ ایسا خلاف مسئلہ ہے جسے کوئی راستباز قبول ہی نہیں کر سکتا۔ ہندو چار حصوں میں منقسم ہیں۔ اوّل برہمن جو سب سے افضل مانے جاتے ہیں۔ دوّم چھتری۔ سوم ویش۔ چہارم شودر ہیں جو اوّل الذکر تینوں قوموں کے خدمتگار ہیں۔ اور انکا کام ادنیٰ کاموں کو سرانجام دینا ہے۔

باوا صاحبؒ نے اس چھُوت چھات کو بھی لغو اور فضول قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

پھٹکر ذاتی پھٹکر ناؤں۔ سبناں جیاں کا ایکا چھاؤں سری راگ محلا

کہ ذات پات کا سوال بے فائدہ اور لغو ہے۔ دراصل جو خدا سے مُنہ پھیر لیتے ہیں وہی ادنیٰ ہیں۔

صریحاً قرآن مجید کا اصول ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ پھر لکھا ہے:۔

ذات جنم نہ پوچھیے سچ گھر لے بتائے۔ سا ذات سا پت ہے جیسے کرم کمائے (آدھ گرنتھ محلا)

کہ قیامت کے روز عملوں پر فیصلہ ہوگا یہ ذات صرف دنیا تک ہے۔

تناسخ۔ تیسرا عقیدہ تناسخ ہے۔ باوجودیکہ ہندوؤں کے بیسیوں فرقے ہیں۔ مگر تناسخ کو ہر ایک قبول کرتا ہے۔ باوا صاحب اس کی تردید کرتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

جے جاناں مر جائیے گھُم نہ آئیے۔ جھوٹی دنیا الگ نہ آپ ونجائیے۔ (گرنتھ صاحب ص ۷۶۲)

کہ اگر انسان یہ سمجھے کہ پھر اس دنیا میں نہیں آنا ہے تو وہ اس جھوٹی دنیا سے محبت نہ کرے۔

پھر لکھا ہے:۔ میرا پربھ بخشے بخشنہار (راگ گوڑی گرنتھ صاحب ص ۲۱۹)

کہ میرا خدا کریم ہے اور گناہ بخشنے والا ہے۔ اگر آپ تناسخ کے قائل ہوتے تو تناسخ کی رُو سے تو کوئی گناہ بھی نہیں بخشا جاتا۔

تیرتھ یاترا۔ ہندو لوگ تیرتھ اور مقدس مقامات پر جاتے اور اشنان کرتے ہیں۔ تاکہ گناہ اور پاپ اس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زائل ہوں۔ باوا صاحبؒ اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔

تیرتھ نہائیے نہ اوترس میل ۔ کرم دھرم سب ہوے پھیل (گرنتھ صاحب دھناسری محلہ ۱)

کہ تیرتھوں پر نہانے سے پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض اوقات اس سے نیکیاں ہی برباد ہو جاتی ہیں۔

جنیئو:۔ ہندوؤں میں جب لڑکا نو برس کا ہو تو اسے جنیئو (زنار) پہناتے ہیں۔ جب آپ کو پہنانے لگے تو آپ نے کہا کہ ہم اس دھاگے کا جنیئو نہیں پہنتے کیونکہ یہ تو بدیوں سے نہیں بچا سکتا۔ ہمارا جنیئو تو ایسا ہونا چاہیئے جو تقویٰ کا ہو۔ اور صبر اور پرہیزگاری سکھاتا ہو۔ چنانچہ حوالہ کے لئے دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صہ

مورتی پوجا۔ باوا صاحبؒ نے مورتی پوجا کی بھی تردید کی۔ اور کہا:۔

ہندو موے بھولے اکٹھی جائیں۔ نارد کہیا سے پوج کرائیں
اندھے گونگے اند اندھار۔ پاتھرے پوجے گلد گوار
اوجے آپ ڈوبے تم کہاں تارن ہار (گرنتھ صاحب دار بھاگ محلہ ۱)

کہ بت پرستوں نے سیدھی راہ کو چھوڑ دیا ہے۔ اور گمراہی میں گر گئے ہیں۔ وہ بت جو خود ڈوبے ہوئے ہیں۔ کسی کو کیا نجات دے سکتے ہیں۔

غرض باوا صاحبؒ نے ہندو مذہب اور اسکی تمام رسومات کو ناپسند فرمایا ہے۔ اور ان سے بیزاری ظاہر فرما دی ہے۔

دلیل دوم

دوسری دلیل آپ کے مسلمان ہونیکی یہ ہے کہ آپنے اسلامی ارکان کو تسلیم کیا۔ اور انپر عمل پیرا بھی ہوئے۔ اور اگر کوئی شخص منہ سے کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ یا وہ ارکان اسلام کا مقر ہو تو وہ یقیناً مسلمان سمجھا جاویگا۔ پس اس اصول کے مطابق باوا صاحب یقیناً مسلمان ثابت ہوتے ہیں کیونکہ آپنے ارکان اسلام کا اقرار کیا ہے۔ اور رسالت رسول مقبولؐ اور قرآن مجید کا بھی اعتراف کیا ہے:۔

(۱) **خدا پر ایمان**۔ آدھ گرنتھ صٹ پر لکھا ہے:۔ ایک اونکار۔ ست نام۔ کرتا پرکھ۔ نربھو۔ اکال۔ کہ خدا ایک ہے حق ہے۔ خالق ہے۔ مالک ہے۔ اور غیر فانی ہے۔

پھر آپنے کہا۔ اِکو اک خدائے ہے جس دا ماں نہ باپ (جنم ساکھی بھائی بالا صہ ۱۳۹)

(۲) **کلمہ طیبہ**۔ جنم ساکھی بھائی بالا صـ۱۴۳ پر کہتے ہیں:۔

نانک آکھے رکن دین سچے سنو جواب ✤ صاحب دا فرمایا لکھیا وچ کتاب
دنیا دوزخ اوجڑھے جو کہے نہ کلمہ پاک ✤ مکروہ تریہے روجڑے پنج نماز طلاق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ خدا اپنی کتاب قرآن مجید میں فرماتا ہے وہی لوگ دوزخی ہونگے جو پانچ وقت کی نماز اور کلمہ طیبہ سے رُوگردانی کرینگے۔ اور ایسے لوگوں کے روزے بھی مفید نہیں ہیں ؏

(۳) **نماز و روزہ**۔ اوپر کے حوالہ میں نماز اور روزے کے متعلق بھی صریح ذکر آچکا ہے۔

ایسا ہی لکھا ہے:۔ پنج وقت نماز گذاریں پڑھو کتیب قرآن
نانک آکھے گور سدیہی رہیو پینا کھان (گرنتھ صاحب آدھ سری راگ محلہ ۱)

کہ پانچ وقت کی نماز پڑھو اور قرآن کی تلاوت کرو۔ نانک کہتا ہے کہ قبر تجھے ہر دم بُلا رہی ہے۔

اذان کے متعلق لکھا ہے:۔ کَن وِچ اُنگلیاں پا کیکے تب نانک دِتّی بانگ (جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۰۳)

(۴) **حج کعبہ**۔ باوا صاحبؒ موصوف نے حج بیت اللہ بھی کیا۔ جو آپ کے مسلمان ہونیکی قطعی اور یقینی دلیل ہے۔ اس پرآشوب زمانہ میں جب سفر میں آج جیسی سہولتیں بھی مہیّا و میسّر نہ تھیں آپ کا حج کے لئے اتنا لمبا سفر اختیار کرنا یا امر صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپ ایک پکّے مسلمان تھے۔ آپ کا حج کرنا سکّھوں اور مسلمانوں سب کو مسلّم ہے چنانچہ (واراں بھائی گورو داس جی صفحہ ۱۳) میں لکھا ہے:۔

بابا پھیر مکّے گیا نیل بستر دھارے بن والی ؏ عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلّی دھاری
بیٹھا جائے مسیت وِچ جتھے حاجی حج گذاری

یعنی باوا صاحب نیلے کپڑے پہن کر۔ ولی بن کر۔ ہاتھ میں عصا۔ بغل میں قرآن مجید۔ کوزہ اور مصلّٰی لیکر حج کرنے گئے اور وہاں پُہنچے جہاں حاجی حج گذارتے ہیں۔

کتنا صاف واضح اور صریح حوالہ ہے۔ جس سے باوا صاحبؒ کا اسلام ثابت ہوتا ہے۔ ایسے حوالوں سے انکار کرنا سوائے اس کے کہ دن اور سورج کو دیکھتے ہوئے رات کہنا ہے اور کچھ بھی نہیں ؏

(۵) **آنحضرت رسول مقبولؐ سے عقیدت**۔ باوا صاحبؒ کو رسول مقبولؐ سے نہایت درجہ کی عقیدت تھی اور اعمال اسلامی اور حج وغیرہ کا بجا لانا بھی اسکی بیّن اور قطعی دلیل ہے۔ آپکے اقوال بھی اس بارہ میں بہت ہیں چنانچہ لکھا ہے:۔ پیر پیغمبر سالک صادق شہدے اور شہید ؏ شیخ مشائخ قاضی مُلّاں در درویش رشید
برکت تن کو اگلی پڑھدے رہن درود (گرنتھ صاحب سری راگ محلہ ۱)

مطلب یہ ہے کہ جس قدر بزرگ ولی اور شہید ہوئے ہیں سب ہدایت یافتہ ہیں اور برکت انکو ہے جو رسولؐ پر درود پڑھتے رہیں۔ (اللّٰھم صل علیٰ محمّد)

پھر جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۴ پر لکھا ہے "اللہ نے محمد مصطفٰےؐ نوں دنیا دے ادھار واسطے بھیجا ہے" یعنی دنیا کی اصلاح کے لئے خدا نے رسول مقبول کو مبعوث فرمایا ہے ؏

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس ان تمام حوالہ جات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ باوا صاحبؒ نے نہ صرف ہندو مذہب اور اس کی رسومات سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ بلکہ اسلام کی باتوں کو بھی تسلیم کیا اور ان پر عمل پیرا ہوئے۔

تیسری دلیل

تیسری دلیل اس امر کی کہ باوا صاحب موصوف مسلمان تھے یہ ہے۔ کہ باوا صاحبؒ جب فوت ہوئے۔ تو ان کی وفات پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں سخت جھگڑا برپا ہوا۔ ہندو جلانا چاہتے تھے۔ اور مسلمان آپکو دفن کرنا چاہتے۔ اب مسلمانوں کے دفن پر زور دینے سے یقیناً ثابت ہوتا ہے۔ کہ باوا صاحب مسلمان ہو گئے ہوئے تھے۔ کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک مسلمان وہی ہوتا ہے۔ جو اقرار کرے کہ مَیں مسلمان ہوں۔ اور اوپر یہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ باوا صاحب نے اسلام کی ہر بات کو تسلیم کیا۔ اور اس کے مطابق عمل پیرا بھی ہوئے۔ پس اگر باوا صاحبؒ اسلام کے مُقِر اور معترف نہ ہوتے اور ان کے عقائد اور اعمال اسلام کے مطابق نہ ہوتے تو مسلمان کبھی بھی باوا صاحبؒ کو مسلمان قرار نہ دیتے اور آپکی وفات پر دفن کرنے پر زور نہ دیتے۔ اور ہندوؤں نے جو جلانے پر زور دیا تو اس کی یہ وجہ تھی کہ .. .. کہ ہندوؤں کے نزدیک مذہب کی بنیاد جنم پر ہوتی ہے نہ کرم پر۔ چونکہ آپکی پیدائش ایک ہندو گھرانے کی تھی۔ اس لئے انہوں نے جلانے پر زور دیا۔ گو اس میں ان کو کامیابی نہ ہو سکی +

چوتھی دلیل

چوتھی دلیل جو باوا صاحب کو یقیناً مسلمان قرار دیتی ہے۔ وہ آپکا چولہ ہے جو اب تک ڈیرہ بابا نانک میں بہت حفاظت سے رکھا چلا آ رہا ہے۔ یہ چولا باوا صاحب سے لیکر آج تک غیر مسلموں کے قبضہ میں ہے اور اس چولہ کی وہ انتہائی حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہر سال اس کے درشن کے لئے وہاں ایک میلہ بھی لگتا ہے۔ اس چولہ میں صرف قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ جو اس امر کا بیّن ثبوت ہیں کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔ اور یہ آیات بھی ایسی ہیں جو اسلام کے اصول اور ارکان میں سے ہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ سورہ فاتحہ۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام۔ سورۃ اخلاص۔ آیۃ الکرسی۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسماء وغیرہ ذالک۔ پس اس چولہ پر قرآن مجید کی آیات کا لکھا ہونا۔ اس بات کی قطعی دلیل ہے۔ کہ باوا صاحبؒ مسلمان تھے۔ وما علینا الا البلاغ +

خاکسار۔ ملک محمد عبد اللہ سمبڑیالی مولوی فاضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خصوصیّات اِسلام

اسلام جو دنیا کا کامل اور عالمگیر مذہب ہے۔ اور جس کی بنیاد ڈالنے والا وہ مطہّر و مقدّس وجود ہے جسکی مدح ثنار لولاك لما خلقت الافلاك سے ظاہر و باہر ہے۔ اس مذہب کی خصوصیّات کا احاطہ کچھ آسان نہیں ہے، وہ ایک بے پایاں سمندر ہے۔ ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔ پس اس بحر ذخار گنجینۂ پامُدار کی چند ایک خصوصیات پیش کرتا ہوں :-

پہلی خصوصیّت :- سب سے اوّل خصوصیّت اسلام کی وہ بے نظیر رواداری اور مساوات ہے۔ جس نے بلا امتیاز ذات پات۔ اور بلا تفرقہ قوم و ملّت سب کو یکساں طور پر دعوت دی ہے۔ اور اونچے نیچے کی ان تمام قیود کو جنہوں نے بعض بنی نوع انسان کو دائرہ انسانیت سے خارج قرار دیا تھا۔ اور ان کا نام شودر رکھّا ہُوا تھا یکسر مٹا دیا۔ اور ایک بے نظیر مساوات قائم کر کے ہر ایک دل میں اپنی افضلیت کا سِکّہ بٹھا دیا جیسے کہ فرمایا۔ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ - کہ اسلام کو تمام جہانوں کے لئے قائم کیا ہے۔ ایسے ہی ان اکرمکم عند الله اتقکم - کہ خدا کے ہاں وہی مکرّم و معزّز ہے۔ جو پرہیز گار اور نیک ہے۔ ذات پات اور قومیّت کا فخر کوئی شئے نہیں ہے ٭

دوسری خصوصیّت :- اسلام نے دنیا میں ایسے اتحاد و اتفاق کی بنا ڈالی ہے۔ کہ اگر آج دنیا یہ اصول قبول کر کے اسپر عمل پیرا ہو جائے۔ تو یقیناً یہ مکدّر فضا جس میں آئے دن مذہبی تنازع ہوتے رہتے ہیں۔ بالکل صاف ہو جائے۔ فرمایا :- وَاِن من اُمّةٍ الا خلا فیھا نذیر - کہ دنیا میں کوئی قوم بھی ایسی نہیں ہے جس میں خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مصلحین کو نہ بھیجا ہو۔ پس ہر مصلح اور مقدّس خدا کا مبعوث ہے۔ اسکی تعظیم و تکریم سے انسان فلاح و نجات حاصل کر سکتا ہے۔ غرض یہ ایک ایسا سنہری اصل ہے۔ کہ اسلام میں رہ کر انسان ہر نبی رِشی اور مُنی کی تعظیم کرتا ہے۔ اور کسی مذہب کی خوبیوں سے اسے انکار کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ مگر دوسرے مذاہب میں یہ امر ناممکن اور محال ہے۔ پس اسلام کا یہ ایسا زرین اصل ہے۔ کہ بنی نوع انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی عقیدت کے پھول اسپر نثار کریں ٭

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ٭ کوئی دین دینِ محمّد سا نہ پایا ہم نے

تیسری خصوصیّت - اسلام کی کتاب کا بے نظیر ہونا ہے۔ مذہب کی بنیاد کتاب پر ہوتی ہے۔ اور یہ لابدی امر ہے کہ جس مذہب کی کتاب بے نظیر ہو گی وہ مذہب بھی لازماً بے نظیر ہو گا۔ قرآن مجید کو اللہ تعالےٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے یہ فضیلت عطا فرمائی ہے۔ کہ وہ اپنی معنوی اور ظاہری خوبیوں کے لحاظ سے تمام کتب سے ممتاز ہے۔ وہ اپنی فصاحت اور بلاغت میں بے نظیر ہے۔ آیندہ کی پیشگوئیاں بیان کرنے میں بے عدیل ہے۔ غرضیکہ اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے فائق ہے۔ اس لئے آج تیرہ سو سال سے اس کا یہ دعویٰ بڑی تحدّی کے ساتھ موجود ہے قل لئن اجتمعت الانس والجنّ علیٰ ان یأتوا بمثل ھذا القرآن لا یأتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیراً۔ کہ یہ فصحاء و بلغاء عرب (جن کو اپنی فصاحت بلاغت پر بڑا ناز ہے۔ جو اپنے کلام کی عمدگی پر فخر کرتے ہوئے۔ دوسروں کو عجم یعنی گونگا کہتے ہیں) اس قرآن مجید کی نظیر ہرگز ہرگز نہیں لا سکتے۔ تاریخ شاہد اور زمانہ اس پر گواہ ہے۔ کہ قرآن مجید کی یہ تحدّی اور چیلنج اتنا زبردست ثابت ہُوا ہے۔ کہ آج تک اس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہیں ہو سکا اور نہ ہی ہو سکیگا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔ ؎

بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز ✤ تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

چوتھی خصوصیّت:۔ سیّد المرسلین حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا بابرکت وجود ہے جس طرح اسلام کی کتاب اپنے محاسن میں دوسرے کلاموں سے ممتاز اور بے نظیر ہے۔ اسی طرح رسول مقبولؐ افضل الرسل ہیں۔ اور اسلامی تعلیم کی عملی تصویر ہیں۔ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ولکم فی رسولِ اللہ اُسوۃ حسنۃ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدّس و مسلّمہ وجود ہر شخص کے لئے اُسوہ حسنہ ہے۔ دنیا میں ہر شخص زندگی کے ہر شعبہ اور شائبہ میں آپؐ کی اقتداء کر سکتا ہے۔ بچّہ۔ جوان۔ بوڑھا۔ متاہل اور غیر متاہل۔ آقا اور خادم بادشاہ اور رعایا۔ غرض ہر ایک کے لئے آپؐ ایک اُسوہ حسنہ ہیں۔ دُنیا میں آپؐ پر تمام حالات آئے۔ اور آپؐ کو ان حالات میں سے گذرنا پڑا۔ مگر ہر حالت اور موقع پر آپؐ نے اخلاق حمیدہ۔ اور عاداتِ کریمانہ ظاہر کیئے کہ آپ کو اُسوۂ حسنہ کہا گیا۔ اور اسکی گواہی حضرت عائشہؓ نے بھی بیان کی کہ کان خلقہ القرآن کہ آنحضرت صلعم قرآن مجید کی تعلیم کے عملی نمونہ تھے صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ✤

پانچویں خصوصیّت:۔ مذہب ایک باغ ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ دنیا میں قائم کرتا ہے۔ اور اسکی آبپاشی اور حفاظت کیلئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام بھیجے جاتے ہیں جس طرح ایک باغ کے لئے پانی اور مالی کی پرداخت لازمی چیز ہے۔ ایسے ہی ایک مذہب کے قیام کے لئے کلام الٰہی اور انبیائؑ کا وجود ضروری ہے۔ اسکے بغیر کوئی مذہب قائم نہیں رہ سکتا۔ اس اصل کی رُو سے جب مذاہب عالم کو دیکھا جائے تو صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب دکھائی دیتا ہے جسکی آبپاشی کیلئے ہر زمانہ میں ملہمین کا وجود پایا جاتا ہے۔ ویدک دھرم اس اصل سے رُوگردان ہے اسکے ماننے والوں کا یہ اعتقاد ہے کہ ابتداء عالم میں خدا اپنے چار کامل ترین بندوں سے گویا ہُوا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا۔ اور باوجود سرب شکتیمان ہونیکے بھی اب کسی سے کلام نہیں کر سکتا۔ یہی حال یہودیوں اور عیسائیوں کا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ذریعہ توریت نازل ہوئی۔ اور اس کے بعد چودہ سو سال تک کلام الٰہی کا سلسلہ جاری رہا۔ اور باغ سال بسال اپنے پھل لاتا رہا۔ مگر جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس باغ کے مالی مقرر کیئے گئے۔ تو ان بدبختوں نے آپکی قدر نہ کی اور پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیا۔ پھر رسول مقبول صلعم کی رسالت کا انکار کر کے بھی وحی الٰہی سے محروم ہو گئے۔ غرض بجز اسلام کے کوئی مذہب بھی کلام الٰہی سے بہرہ ور نہیں ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے فرما دیا ہے۔ کہ ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامّۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃٍ من یجدّد لھا دینھا۔ کہ ہر صدی کے سر پر خدا کی طرف سے ایک انسان مقرر ہُوا کریگا جو اسلام کی تجدید کریگا۔ اس زمانہ میں بھی اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کے مطابق ایک برگزیدہ مبعوث فرمایا۔ تا تجدید دین اسلام ہو۔ اور اس نے آکر یہ اعلان فرما دیا:۔

مَیں وہ پانی ہوں جو اُترا آسماں سے وقت پر ✣ مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہُوا دن آشکار

بابرکت ہیں وہ جنہوں نے آپ کو شناخت کیا ✣

چھٹی خصوصیّت:۔ اسلام کی مذہبی زبان ایک زندہ زبان ہے۔ اور زبان کی زندگی کتاب کی زندگی پر دلالت کرتی ہے۔ اسلام کے سوا جس قدر مذاہب پائے جاتے ہیں۔ ان کی الہامی کُتب کی زبانیں مُردہ ہو گئی ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان مذاہب میں زندگی کی رُوح نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ مذہب کی بنیاد کتاب پر ہوتی ہے اب جس مذہب کی زبان ہی مُردہ ہو جائے۔ تو وہ کتاب کیسے زندہ ہونیکا دعویٰ کر سکتی ہے۔ اور یہ اللّٰہ تعالیٰ کی ایک فعلی شہادت ہوتی ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جس مذہب کی زبان مُردہ ہو گئی ہے۔ اسکی اب ضرورت نہیں۔ اور جس مذہب کی زبان زندہ ہے۔ وہی خدا تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور قابل نجات ہے۔ چنانچہ اسلام کے علاوہ سب مذاہب کی زبانیں مردہ ہو گئی ہیں۔ سب سے پہلی کتاب ژندہ وستا ہے۔ اسکی زبان پہلوی ہے۔ مگر آج یہ دُنیا سے مفقود ہے۔ اور کہیں بھی بولی نہیں جاتی۔ ایسا ہی ویدوں کی زبان سنسکرت ہے۔ مگر آج یہ زبان بھی کہیں نہیں بولی جاتی۔ اور کوئی علاقہ ایسا نہیں ہے جس میں گفتگو محض ویدک سنسکرت کے ذریعہ سے کی جاتی ہو۔ اسی طرح توریت کی اصل زبان عبرانی ہے۔ مگر وہ بھی آج مُردہ ہو گئی ہے اور کسی جگہ نہیں بولی جاتی۔ لیکن اسلام کی زبان جو عربی ہے اسکو آج بھی یہ فخر حاصل ہے۔ کہ وہ دنیا کے بیشتر حصّہ میں بولی جاتی ہے۔ اور اگر نزول قرآن کے وقت صرف عرب میں ہی بولی جاتی تھی۔ تو آج عرب۔ شام۔ مصر اور الجزائر کی بھی یہی زبان ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی یہ زبردست فعلی شہادت اس امر کی بیّن دلیل ہے۔ کہ اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔ سچ ہے۔ ؎

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے ✣ یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

خاکسار ملک محمدؐ عبداللہ مولوی فاضل "جامعہ"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی

بشکل

سیدنا مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام)

بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب کا دعویٰ کہ مسیح موعود مَیں ہوں۔ ظاہر و باہر ہے۔ اور یہ دعویٰ آپؑ کا اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا:۔

"مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے۔ اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔

وکان وعد اللہ مفعولا انت معی وانت علی الحق المبین وانت مصیب ومعین للحق" (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۲۸۱)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالیٰ نے آسمان سے دیکھا۔ کہ عیسائی مذہب کے حامی اور پیرو یعنی پادری صاحبان سچائی سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ حقیقی خدا کون ہے۔ بلکہ ان کا خدا انہی کی ایجاد ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے اس رحم نے جو انسانوں کے لئے وہ رکھتا ہے۔ تقاضا کیا۔ کہ اپنے بندوں کو ان کے دام تزویر سے چھُڑائے اِس لئے اس نے اپنے اس مسیحؑ کو بھیجا۔ تا وہ دلائل کے حربہ سے اس صلیب کو توڑے۔" (تریاق القلوب ص۱۱)

چونکہ آپؑ کے دعویٰ کی بنا وحی الٰہی پر ہے۔ اس لئے اب مَیں قرآن مجید سے وہ دلائل پیش کرتا ہوں جن سے انبیاءؑ و مامورین من اللہ کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وقال الذین لا یرجون لقاءنا الخ کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی لقاء کے امیدوار نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس قرآن کے سوا اور کوئی قرآن لے آ۔ تو خدا تعالےٰ آنحضرت صلعم کو فرماتا ہے۔ کہ تُو ان سے کہدے کہ مَیں اس میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ مَیں تو صرف اس بات کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ یہ ایک دعویٰ تھا اس کی دلیل دی۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ کہ مَیں نے تم میں اپنی زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ گذارا۔ کیا تم ثابت کرسکتے ہو۔ کہ مَیں نے کبھی جھوٹ بولا یا دغا فریب کیا۔ تم مجھے صادق اور راستباز مانتے تھے پس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری دعویٰ سے پہلی پاکیزہ زندگی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ مَیں نے خدا تعالیٰ پر افترا نہیں کیا ؎

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے بھی اس آیت کو تریاق القلوب میں اپنی صداقت کے اثبات کے لئے پیش کیا ہے۔ اور تذکرۃ الشہادتین صـ۶۲ـ میں فرماتے ہیں:۔

"اور تم کوئی عیب افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے۔ یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہو گا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا۔"

اور آپؑ کی پرہیزگاری اور تقویٰ پر ان لوگوں کی شہادتیں موجود ہیں۔ جو بعد دعویٰ آپؑ کے اشد ترین دشمن ہو گئے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہے۔" (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ صـ۲۸۶ـ)

پس جیسے آنحضرت صلعم کی اس آیت سے صداقت ثابت ہوتی ہے۔ ویسے ہی حضرت مسیح موعودؑ کی اور مسیح ناصریؑ نے بھی انجیل میں اپنے مخالفوں کے سامنے اس بات کو بطور دلیل پیش کیا:۔

"کون تم میں سے مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے۔" (یوحنا $\frac{8}{46}$)

دوسری دلیل

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل (الیٰ) حاجزین۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر کوئی جان بُوجھ کر خدا تعالیٰ پر افتراء کرے۔ اور لوگوں کو گمراہ کرے۔ تو ہم اس کو تباہ و ہلاک کر دیتے ہیں۔ اور کوئی طاقت اور قوّت ہم کو ایسے کرنے سے روک نہیں سکتی۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی اگر جھوٹے نبی ہوتے۔ تو ہلاک کیے جاتے۔ تباہ کیے جاتے۔ قتل کیے جاتے۔ مگر ایسا نہ ہونا دلیل ہے۔ اس بات کی کہ آپؑ مفتری نہ تھے بلکہ صادق من اللہ تھے۔ اور تورات میں بھی لکھا ہے:۔

"خداوند یوں کہتا ہے۔ ان نبیوں کی بابت جو میرا نام لیکے نبوّت کرتے ہیں جنہیں مَیں نے نہیں بھیجا۔ اور جو کہتے ہیں۔ تلوار اور کال زمین پر نہیں ہو گا۔ یہ نبی تلوار اور کال سے ہلاک کیے جائیں گے۔" (یرمیاہ $\frac{14}{15}$)

(۲) "میرا ہاتھ ان نبیوں پر جو دھوکا دیتے۔ اور جھوٹی غیب دانی کرتے ہیں چلیگا۔" (حزقیل $\frac{13}{9}$)

اور استثناء $\frac{18}{20}$ میں ہے۔ "اور وہ نبی یا خواب دیکھنے والا قتل کیا جائیگا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس طرح اعمال ۵/۳۶ میں ہے:-

"اے اسرائیلیو! ان آدمیوں کے ساتھ جو کیا چاہتے ہو۔ ہوشیاری سے کرنا کیونکہ ان دنوں سے پہلے تھیوداس نے اُٹھکر دعویٰ کیا تھا۔ کہ میں بھی کچھ ہوں اور تخمیناً چار سو آدمی اس کے ساتھ ہو گئے مگر وہ مارا گیا۔ اور جتنے اس کے ماننے والے تھے۔ تتر بتر ہو گئے۔ پھر یہودا گلیلی کھڑا ہوا اور اس کی طرف بھی کچھ لوگ ہو گئے۔ وہ بھی ہلاک ہوا۔ اور جتنے ماننے والے تھے۔ سب پراگندہ ہو گئے"

پس حضرت مسیح موعودؑ کا باوجود مخالفین کی اشد ترین مخالفت کے اپنے مشن میں کامیاب ہونا اور آپ کی جماعت کا روز بروز ترقی کرنا۔ آپؑ کی صداقت کی دلیل ہے ؛

تیسری دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ۔ کہ تم خدا پر افترا مت کرو۔ ورنہ خدا تمھاری عذاب سے بیخکنی کر دیگا۔ اسی طرح فرمایا:۔ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى۔ کہ مفتری ناکامیاب ہوتا ہے۔ پس دوسری اور تیسری دلیل واضح طور پر بتا رہی ہے۔ کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے تباہ کیا جاتا ہے۔ ہلاک اور برباد ہو جاتا ہے۔ اور اس کا دنیا میں کوئی ذکر خیر کرنے والا نہیں رہتا۔ اور یہی بات مسیح ناصری نے کہی ہے:۔

"جو پودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا۔ جڑھ سے اُکھاڑا جائیگا" (متی ۱۵/۱۳)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

چوتھی دلیل

قرآن مجید میں آنحضرت صلعم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے آیت فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهٖ مُفْتَرَيَاتٍ ... ہے۔ کہ جو مخالفین افترا کی تہمت لگاتے ہیں۔ وہ بھی دس سورتیں افترا کر کے لے آئیں۔ یعنی آپ کے کلام کا جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دیا۔ کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے:۔

"کہ مجھے بہ اتباع آنحضرت صلعم و قرآن مجید کے عربی زبان میں یہ اعجاز دیا گیا ہے۔ کہ مخالفین سے کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخص میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

چنانچہ آپ نے بہت سی عربی کتابیں تحدّی کے طور پر لکھیں۔ اور ان پر انعامات مقرر کیے۔ اور وہ پادری جو اپنے آپ کو مولوی کہلاتے تھے۔ ان کے مقابلہ میں کتاب نور الحق لکھی۔ اور پانچ ہزار روپیہ اس کا دیسی عربی میں ردّ لکھنے والے پادریوں کے لئے مقرر کیا۔ مگر وہ جواب سے عاجز آ گئے۔ بلکہ آپؑ نے پہلے سے کشف اور رؤیا کے ذریعہ پیشگوئی کر دی تھی۔ کہ عیسائی مقابلہ نہیں کرینگے۔ (اشتہار ۱۷ مارچ ۱۸۹۴ء)

اور یہی بات انجیل میں لکھی ہے:-

"تب انہوں نے کہا اسے کیوں نہ لائے۔ پیادوں نے جواب دیا۔ کہ ہرگز کسی شخص نے اس کی مانند کلام نہیں کیا۔" (یوحنا ۷/۴۶)

پانچویں دلیل

قرآن مجید میں وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ اِلَّا فِیْ ضَلَالٍ ہے۔ کہ نیکوں کے مقابلہ میں کافروں کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح امثال ۱۵ میں ہے:-

"کہ خدا شریروں سے دُور اور صدیقوں کی دعائیں سُنتا ہے۔"

اور اسی طرح انجیل یوحنا میں لکھا ہے:-

"ہم جانتے ہیں۔ کہ خدا گنہگاروں کی نہیں سُنتا۔ پر اگر کوئی خدا پرست ہو۔ اور اس کی مرضی پر چلے۔ تو اس کی سُنتا ہے۔" (یوحنا ۹/۳۱)

آپؑ نے اپنے مخالفوں کو اس امر کے لئے بُلایا اور کہا۔ کہ آؤ۔ بیماروں کو تقسیم کر کے اُن کیلئے دُعا کریں پھر دیکھو خدا تعالیٰ میری دُعا سُنے گا۔ اور میرے حصہ میں جو بیمار ہوگا۔ خدا تعالیٰ اُسے صحت دے گا اور یا دوسرے بیمار کی نسبت اس کی عمر بڑھا دیگا۔"

اور پھر فرمایا:-

"اے لوگو! یقیناً سمجھ لو۔ کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے۔ جو آخر تک مجھ سے وفا کریگا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دُعائیں کریں۔ یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں۔ تب بھی خدا تعالیٰ تمہاری دُعا نہیں سُنیگا۔ اور نہیں ٹلے گا۔ جبتک وہ اپنا کام پورا نہ کرلے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ نہ ہو۔ تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہونگے۔ اگر تم گواہی کو چھپاؤ۔ تو قریب ہے۔ کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اور مُنہ ہوتے ہیں۔ اور صادقوں کے اور۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ)

پس آپؑ کے مقابلہ میں مخالفوں کا دُعا کے لئے نہ آنا اور اُن کی دُعاؤں کا قبول نہ ہونا۔ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آپؑ سچے ہیں ❊

چھٹی دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انما الاٰیات عند اللہ کہ نشانات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور فرمایا وما کان لرسول ان یأتی باٰیۃ الا باذن اللہ کہ خدا تعالیٰ کے فرستادے جو نشانات دکھاتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ انہیں دیتا ہے۔ دنیا کے لوگ نشانات دکھلانے میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تمام پادریوں کو چیلنج دیا۔ کہ "آؤ اور نشان نمائی میں میرا مقابلہ کرو۔" اور آپؑ نے تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ:۔

"اگر تم صدق دل سے اس بات کا اقرار کرو۔ کہ تم نشان ظاہر ہونے پر جو خدا تعالیٰ کی قدرت سے ظاہر ہونگے۔ ایمان لے آؤ گے۔ تو میں امید رکھتا ہوں۔ کہ ابھی ایک سال پورا نہ ہوگا۔ کہ خدا تعالیٰ نشان ظاہر کر دیگا۔ کیونکہ میں اس زندگی میں سے نور لیتا ہوں جو میرے نبی متبوع کو ملی ہے۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ اب اگر عیسائیوں میں سے کوئی طالب حق ہے۔ یا ہندوؤں اور آریوں سے میری سچائی کا متلاشی ہے۔ تو میدان میں نکلے اور اگر اپنے مذہب کو سچا سمجھتا ہے۔ تو بالمقابل نشان دکھلانے کے لئے کھڑا ہو۔ پر میں پیشگوئی کرتا ہوں۔ کہ ہرگز ایسا نہ ہوگا ❊

پس اے تمام وہ لوگو! جو زمین پر رہتے ہو۔ اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو۔ میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت دیتا ہوں۔ کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ اور سچا خدا بھی صرف وہی خدا ہے۔ جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبیؐ اور جلال اور تقدّس کے تخت پر بیٹھنے والا رسول حضرت محمد مصطفٰے صلعم ہے۔ جس کی رُوحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے۔ کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کا انعام پاتے ہیں۔" (تریاق القلوب صـــ۱۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر فرمایا:۔

"کہ بعض نامی مخالف اشتہار دیں (کہ ہم نشان دیکھ کر حق کو قبول کر لینگے) پھر اس تاریخ کے بعد اگر ایک سال تک مجھ سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ تو میں اقرار کرونگا۔ کہ میں جھوٹا ہوں" (ضمیمہ انجام آتھم)

چنانچہ نشانات اور معجزات کا دکھانا بھی اعمال میں صداقت کی دلیل گردانا گیا ہے:۔

"اے اسرائیلیو! یہ باتیں سُن لو۔ کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا۔ جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا۔ جو خدا نے اس کی معرفت دکھائے" (اعمال ۲/۲۲)

ساتویں دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل تعالوا ندع ابناءنا الخ اس آیت میں عیسائیوں کو مباہلہ کے لئے دعوت دی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ اگر وہ مسیحؑ کو خدا کا رسول اور بندہ ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ تو وہ مباہلہ کریں۔ اور جو فریق مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاکت سے محفوظ رہے۔ اس کا مذہب سچا ہوگا۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے پادریوں کو مباہلہ کے لئے بُلایا۔ اور لکھا:۔

"آئیں اور اسلام و عیسائیت کا مباہلہ بھی میرے ساتھ کریں۔ اور دونو فریق یہ دُعا کریں کہ یا اللہ العٰلمین۔ اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ تثلیث کی تعلیم سراسر جھوٹی اور شیطانی طریق ہے۔ اور مریم کا بیٹا ہرگز خدا نہیں تھا۔ بلکہ ایک انسان تھا۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے پیغمبر اور رسُول اور خاتم الانبیاءؑ تھے۔ اور قرآن خدا کا پاک کلام ہے۔ جو ہر ایک غلطی اور ضلالت سے پاک ہے۔ اور عیسائی اس تعلیم کو پیش کرتے ہیں۔ کہ مریم کا بیٹا یسوع درحقیقت خدا تھا۔ وہی تھا جس نے زمین و آسمان پیدا کیے۔ اور خدا تین اقنوم ہیں۔ اب اے قادر خدا ان دونو گروہوں میں سے اس کا فیصلہ فرما کہ ہم دو فریق میں سے جو اسوقت مباہلہ کے میدان میں حاضر ہیں۔ جو فریق جھوٹے اعتقاد کا پابند ہے۔ اس کو ایک سال کے اندر بڑے عذاب سے ہلاک کر۔ کیونکہ تمام دنیا کی نجات کے لئے چند آدمیوں کا مرنا بہتر ہے۔

اور میں اقرار صالح شرعی کرتا ہوں کہ میں دو ہزار روپیہ ان عیسائیوں کے لئے جمع کرا دونگا جو میرے مقابل پر مباہلہ کے میدان میں آویں" (انجام آتھم صٓ۲۳)

مگر کوئی پادری اس میدان میں نہ آیا ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان دلائل کے بعد خوب غور سے دیکھو۔ کہ وہ علامات جو مسیحؑ کے آنے کی بیان کی گئی تھیں۔ وہ کیسے پوری ہوئیں۔ مسیحؑ ناصری نے خوب کہا:۔

"اے ریاکارو! تم آسمان کی صورت کو امتیاز کر سکتے ہو۔ پر وقتوں کی نشانیاں نہیں دریافت کر سکتے" (متی ۱۶ ۳-۴)

پس جب تمام علامات آمد مسیحؑ کی پوری ہوگئیں۔ تو وہ مسیحؑ بھی آگیا۔ اور وہ بانیٔ جماعت احمدیہ ہیں۔ جنہوں نے فرمایا:۔ ؎

"وقت ہے وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت ✽ میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا"

پس آنے والا پیشگوئیوں کے مطابق آچکا۔ مبارک ہیں وہ جو اسے قبول کرتے ہیں ✽ (جلال الدین شمس)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اور

عیسائی محققین

"محمد (صلعم) کے اس طائف کے سفر میں ایک نہایت اعلیٰ جوانمردانہ حالت پائی جاتی ہے۔ ایک یکہ و تنہا شخص جس کو اس کی قوم کے لوگوں نے بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اور نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ خدا کے نام پر دلیرانہ آگے بڑھا جس طرح یونسؑ نینوا کو گئے تھے۔ اور اس نے ایک بت پرست شہر کو آگاہ کیا۔ کہ توبہ کریں۔ اور اس کی رسالت کی تائید کریں۔ اس سے قوی روشنی اس امر پر پڑتی ہے۔ کہ اس کو اپنے کام کے منجانب اللہ ہونے کا کس شدت کے ساتھ یقین تھا۔" (سر ولیم میور)

"جو یقین اسؐ نے (آنحضرت صلعم نے) اپنے قریب کے لوگوں یعنی خدیجہؓ۔ عمرؓ اور ابوبکرؓ کے دل میں پیدا کیا۔ اور جو ہر طرح کی ذلت اور تکلیف اس نے بارہ برس تک جھیلی اور نہایت جوانمردی سے ہر قسم کی دولت اور سرداری کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جس کا حاصل ہونا اس شرط پر موقوف تھا۔ کہ وہؐ اپنی کوشش سے باز آئے۔ اور نیز اس سادگی مزاج اور معزز حیثیت کا خیال کر کے جو اخیر وقت تک اسؐ کی ذات میں ویسی ہی رہی۔ ہم پریڈو والٹر اور مراکش (بلکہ دیانند لیکھرام اور مصنفین رنگیلا رسول۔ اسلام توڑ وغیرہ۔ ناقل) کی رائیں قبول نہیں کر سکتے۔ بلکہ اتنی بات کہتے ہیں جہاں کا سن کار لائل۔ ارونگ اور دیگر مصنفین سے متفق ہیں۔ کہ عام طور پر محمدؐ (صلعم) کی صداقت کو مانیں اور اس بات کو قبول کریں۔ کہ اسؐ کو اپنے آپ پر بھروسہ تھا اور وہ اپنی رسالت کو سچا سمجھتا تھا۔" (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

"یہ بات کہ آنحضرتؐ (نعوذ باللہ) دغاباز تھے۔ جیسا کہ بعض مصنفین نے بیان کیا ہے۔ اس کی تکذیب آپ کے اس مستحکم یقین سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتی ہے جو آپؐ کو اپنی رسالت کی صداقت کی بابت تھا۔ نیز آپؐ کے رفقاءؓ کی وفاداری اور انؓ کے غیر متزلزل وثوق سے جن کو آپؐ کی صداقت کی بابت صحیح اندازہ کرنیکا کافی موقع ملتا تھا۔ اور بالآخر آپؐ کے کام کی عظمت اور بڑائی سے بھی جس کو آپؐ نے ایسے اعلیٰ درجہ کی کامیابی سے انجام کو پہنچایا۔ اس خیال کی تردید ہوجاتی ہے۔ اور یہ بات بے کھٹکے کہی جاسکتی ہے، کہ کوئی دغاباز آدمی ایسا عظیم الشان کام پورا نہیں کرسکتا تھا جس شخص کے دل میں اپنے کام مفوضہ کی واقعیت اور اپنی دُھن کے نیک ہونیکی بابت زندہ "ایمان" موجود نہ ہو وہ سالہا سال کی بدقسمتی اور مصیبت کے زمانہ میں جو فتح وشکست کی حالت میں اور کثرت اقتدار اور موت کے وقت میں بھی برابر موجود ہو۔ ایسی مستحکم اور معقول روش قائم نہیں رکھ سکتا۔ جیسی کہ نبی عربی نے قائم رکھی" (جے ڈبلیو۔ ایچ سٹابرٹ ایم۔ اے)

"ایسا ہرگز نہیں۔ یہ ژرف نگاہ شخص جو جنگلی ملک میں پیدا ہوا تھا۔ اپنے دل میں کُھب جانیوالی سیاہ آنکھوں اور شگفتہ اور بااخلاق اور پُرغور طبیعت کے ساتھ۔ بجائے جاہ طلبی کے کچھ اور ہی خیالات رکھتا تھا۔ وہ ایک ذی سکینت اور غیر معمولی طاقتوں والی روح تھا۔ اور ان لوگوں میں سے تھا۔ جو سوائے راستباز ہونے کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتے اور جس کو خود قدرت نے سچا اور راستباز پیدا کیا تھا۔ جبکہ اور لوگ مقررہ عقیدوں اور روایتوں پر چلتے اور انہیں پر قائم و قانع تھے۔ یہ شخصؐ ان عقائد و روایات کے حجاب میں نہ رہ سکتا تھا۔ اور اپنی رُوح اور حقائق اشیاء کے معلوم کرنے میں اوروں سے مستثنےٰ تھا جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ ہستی مطلق کا سرِ عظیم مع اپنے جلال و جمال کے اس پر کُھل گیا تھا اور پُرانی روایتیں اس حقیقت پر جس کے بیان میں ناطقہ عاجز ہے اور جس نے اپنے تئیں "میں یہاں ہوں" سے تعبیر کیا ہے پردہ نہ ڈال سکیں۔ ایسا صدق جس کا ہم نے کوئی بہتر لفظ نہ ملنے کی وجہ سے صدق نام رکھا ہے۔ فی الحقیقت منجملہ آثار الٰہی ہے۔ ایسے شخص کا کلام ایک آواز ہے جو بلاواسطہ فطرت الٰہیہ کے قلب سے نکلتی ہے جسے انسان سنتے ہیں۔ اور جس کے سننے میں اور چیزوں کی نسبت زیادہ توجہ چاہیئے۔ کیونکہ اس کے مقابلہ میں اور جو کچھ ہے وہ ہیچ ہے" (طامس کارلائل)

"پیغمبر اعظمؐ کی جس بات نے میرے دل میں انؐ کی عظمت اور بزرگی قائم کی ہے وہ انؐ کی وہ صفت ہے۔ جس نے انؐ کو انؐ کے ہموطنوں سے الامین کا خطاب دلوایا۔ کوئی صفت اس سے افضل نہیں ہوسکتی۔ اور کوئی بات اس سے زیادہ مُسلم اور غیر مُسلم دونو کے لئے اتنا اگا لائق اتباع نہیں۔ ایک ذات جو مجسم سچائی ہو۔ اس کے اشرف ہونے میں کیا شک ہے۔ ایسا شخص مستحق ہوتا ہے کہ پیغام حق کا حامل بنے" (مس اینی بیسنٹ)

"محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذہب صاف شک و شبہ سے بالاتر ہے اور خدا کی وحدانیت کی تصدیق میں قرآن ایک شاندار شہادت ہے" (ایڈورڈ گبن)

"ہمارا پرانا خیال کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض (معاذ اللہ) فریبی تھے۔ اب اسقدر ناقابل یقین ہوگیا ہے کہ کوئی شخص بھی جو تاریخی تحقیق کا ماہر ہو اسے ہرگز تسلیم نہیں کرسکتا" (ڈبلیو آئرلینڈ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ سماجی عقائد پر نظر

(انہی کی مسلّمہ کُتب سے)

آریہ سماج ہم کو یہ دعوت دیتا ہے۔ کہ ویدک دھرم کو گرہن کر لو۔ اسی میں تمھاری نجات ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم کیوں ویدک دھرم کو گرہن کریں۔ تو یہ آریہ سماجی متر یہ کہتے ہیں۔ کہ وید ایشوری گیان ہے۔ ہماری طرف سے جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اس بات کا ثبوت دو۔ کہ وید ایشوری گیان ہے۔ تو آریہ متر یہ تحریر کرتے ہیں کہ "ترک (دلیل) سے وید کو ایشوری گیان سدھ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ آریہ سماجک حلقوں میں وید کا مطالعہ نفی کے برابر ہے۔ اندھ وشواس کی طرح آریہ سماجی بھی زبردستی وید کا الہامی ہونا منوانا چاہتے ہیں۔

از اخبار آریہ ویر ۲۸ر جون ۱۹۳۱ء صٛ

اے آریہ مترو! جب آپ ویدوں کو ایشوری گیان بھی سدھ نہیں کر سکتے۔ تو پھر آپ ہمیں کس منہ سے ویدک دھرم کو گرہن کرنے کی پریرنا کر سکتے ہو۔ اس لئے مَیں آپ حضرات کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل مضمون تحریر کرتا ہوں۔ اور محبت بھرے دل کے ساتھ مَیں یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ جس نیّت کے ماتحت یہ مضمون تحریر کیا گیا ہے۔ اسی نیّت کے ساتھ آپ بھی اس کا مطالعہ کریں۔ اس کو دل میں جگہ دیں۔ اس پر خوب غور کریں۔ دُعا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ اس مضمون کو بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین +

اب ویدوں کی ضرورت نہیں

پنڈت دیانند جی تحریر فرماتے ہیں:- "ادی سرشٹی میں ایشور نے بہت سے انسان۔ حیوان اور پکھیرو پیدا کیئے۔ چنانچہ یجر وید کے اکیسویں ادھیائے میں اس کا مفصّل بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں گیان اور کرم کی وجہ سے اب جیسا فرق ہو گیا ہے۔ ویسا موجود نہ تھا۔ ان کو صرف کھانا پینا اور بھوگ کرنا ہی معلوم تھا۔ اور ان وشیوں میں بھی سب جاندار ایک ہی سے اور ایک ہی رس تھے۔ اپدیش منجری دیاکھیان ۶ ص۶۹

جناب دیانند جی صاف صاف یہ اقبال کر رہے ہیں۔ کہ اب انسان بلحاظ علم و عمل ادی سرشٹی کے انسانوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ پس ثابت ہُوا کہ وہ کلام جو ادی سرشٹی کے انسانوں کو دیا گیا تھا۔ وہ موجودہ دنیا کے انسانوں کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر ایم۔ اے کے طالب علم کو یہ کہا جائے۔ کہ پہلی جماعت کے قاعدے کو پڑھو تا تمہاری عقل بڑھیگی۔ تو نادانی اور حماقت ہو گی۔ کیونکہ وہ طالب علم اب بہت زیادہ قابلیّت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حاصل کر چکا ہے۔

الہام کا سلسلہ جاری ہے

اننت اس پرماتما کا نام ہے۔ بے حد گیان کا بھنڈار پرمیشور انسان کی لیاقت بڑھانے اور اونچے درجے پر پہنچانے کے لئے ہمیشہ مستعد ہے۔ یعنی یہ اس کا سوبھاوک گن ہے۔ اور اسی گن کو سپھل کرنے کے لئے وِدیا (الہام) کا پرکاش کرتا ہے۔ اپدیش منجری ویاکھیان ۵ ص۴۷

اس کے علاوہ اس وچار میں ایک بات اور خیال رکھنے کے لائق ہے۔ کہ گیان کا سوبھاؤ ہی ایسا ہے۔ کہ وہ سلسلہ وار یکے بعد دیگرے ہوتا ہے۔ اپدیش منجری ویاکھیان ۶ ص۵۹

ان دو نو حوالہ جات پر غور کرنے سے یہ صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ کا منشاء یہی ہے۔ کہ انسان کو بچوں کی سی حالت سے اُٹھا کر اعلیٰ سے اعلیٰ مقام تک لیجائے۔ اور اس مقام پر پہنچانے کے لئے خداوند تعالیٰ نے الہام کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ اور وہ سلسلہ یکے بعد دیگرے ہوتا ہے۔ پس ثابت ہُوا۔ کہ اب ہمیں ابتدائی کلام کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اب ہم روحانیت کے لحاظ سے بالغ ہو چکے ہیں۔ اور اب ہمیں اس کلام کی ضرورت ہے۔ جو ہماری بہتری کے لئے موجودہ وقت میں راہنمائی کر سکے۔ اور وہ کلام قرآن شریف ہے۔ جو انسان کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام حاصل کرا سکتا ہے۔ جس کی تعلیم پر عمل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنے تجربہ اور دنیا کو عاجز کر کے یہ ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ قرآن شریف ہی ایک زندہ اور کامل کتاب ہے۔ حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اسی زندگی میں خداوند تعالیٰ کا الہام حاصل کیا اور خداوند تعالیٰ کا دیدار بھی پایا۔ کیونکہ کامل انسان کی یہ نشانی ہے کہ:۔ اِس جنم میں اُس پرمیشور کا گیان حاصل کر لیا تو سمجھو جنم سپھل کر لیا۔ نہیں تو جنم اکارتھ ہے۔ تلو کار اپنشد ۲-۵۔ نیک اعمال کا نتیجہ موکش ہوتی ہے۔ اور پرمیشور سے وصال ہوتا ہے۔ نرکت ۱-۲۔ اس وقت دنیا میں سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ اس پر خداوند تعالیٰ کا الہام نازل ہوتا ہے۔ تمام آریہ حضرات کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اب الہام بند ہو چکا ہے۔ جس سے خود بخود یہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ آریہ سماج علم و عرفان سے نابلد ہے کیونکہ پنڈت دیانند جی یہ صاف صاف لکھتے ہیں:۔ ایشور کے الہام کے بغیر کسی انسان کو علم اور عرفان نہیں ہوتا۔ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا ص۲۴۔ پس اے آریہ سماج کے ممبرو! اگر خداوند تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو خداوند تعالیٰ کے عظیم الشان پہلوان حضرت کرشن ثانی مسیح قادیانی علیہ الصلوٰۃ و السلام کی شرن میں آجاؤ۔ اور اپنی زندگی کو سپھل بنالو۔

نیوگ کا ردّ

نیوگ کا ردّ:۔ آریہ سماج کا یہ سدھانت ہے۔ کہ اگر عورت بیوہ ہو جائے۔ تو کسی غیر مرد سے اولاد حاصل کرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وہ اولاد اس کے متوفی خاوند کی ہی اولاد ہوگی۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ اولاد متوفی خاوند کی اولاد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بیٹے کی تعریف مندرجہ ذیل ہے:۔

اے فرزند تو عضو عضو سے پیدا ہوئے نطفہ سے اور دل سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے تو میرا آتما ہے مجھ سے پہلے مت فوت ہو۔ بلکہ سو برس تک زندہ رہ۔ نرکت ۳-۴ +

سنیاس کا رد:۔ عورت اور مرد کی پیدائش کا یہی مدعا ہے۔ کہ دھرم سے یعنی وید کے حکم بیاہ سے اولاد پیدا کریں۔ از دیانند ستیارتھ پرکاش باب ۴۔

اگر انسان سنیاس سے لے اور شادی نہ کرے۔ تو وہ ادھرمی ہے۔ کیونکہ وید کے حکم کو توڑتا ہے +

ویدوں کا پرمیشور:۔ اے پرمیشور جس جس مقام سے آپ دنیا کے بنانے اور پالنے کے لئے حرکت کریں۔ اس اس مقام سے ہمارا خوف دور ہو (یجروید ادھیائے ۳۶ منتر ۲۲) +

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ویدک ایشور مجسم ہے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرتا ہے +

دو پرمیشور:۔ ہے اندر ہے اگنی تم دونوں ایک مت ہو کر سویکار کرو۔ جس سے ہمارا گھومنا اور بڑے بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالنا فائدہ مند ہو (اتھروید کانڈ ۳۔ سوکت ۱۵۔ منتر ۴)

پرمیشور کی بیوی:۔ پرمیشور کی بیوی سب کے دھارنے والی۔ خزانوں کے رکھنے والی۔ رہنے کی محفوظ جگہ۔ چھاتی میں سونا رکھنے والی۔ جگت کے آرام دینے والی۔ سب کو جیتا رکھنے والی یعنی دویشوانر۔ اگنی کو دھارن کرتی ہوئی پرمیشور کی بیوی ہمیں دھن میں رکھے۔ (اتھروید کانڈ ۱۲۔ سوکت ۱۔ منتر ۶)

زمین کی پوجا:۔ ہے بھومی جب میں لیٹا ہوا۔ دایاں بایاں پہلو پلٹتا (بدلتا) ہوں۔ اور نیچے پڑی تجھ پر جب اپنی پیٹھ کی ہڈیوں سے سیدھے اوپر لیتے ہیں۔ ان سب حالتوں میں ہے بھومی ہمیں تکلیف نہ ہو۔ ہے ہر ایک شئے کے نیچے لیٹی ہوئی۔ (اتھروید ۱۲-۱-منتر ۳۴)

گائے کی پوجا:۔ آشانتی سے بھری۔ سوگندھ سے یکت۔ سکھدائینی میٹھے رسوں سے بھرے جوانے والی بھومی روپالی گائے اپنے دودھ کے ساتھ ہمیں اشیرواد دے (اتھر ۱۲-۱ منتر ۵۹)

پرمیشور کو حکم:۔ مت ہمارے بڑے کو مت ہمارے چھوٹے کو مت ہمارے جوان کو مت ہمارے گربھ کو مت ہمارے پتا کو مت ہماری ماتا کو مت ہمارے سبھی پیارے شریروں کو ہے رلانے والے پرمیشور کبھی تکلیف پہنچے۔ (رگوید ۱-۱۱۴-۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پرمیشور کا نطفہ:- ہے جاتویدپرمیشور، ہم تیرے نطفہ کو دیکھیں۔ (اتھروید منتر ۵۔ کانڈ ۱۔ سوکت ۷)

پانی کی پوجا:- ہے جلو! مجھے کلیانی درشٹی سے دیکھو اور کلیان سے شریر سے میری توچا (چمک) کو سپرش کرو۔
(اتھروید کانڈ ۱۔ سوکت ۳۳۔ منتر ۴)

رات کی پوجا:- جس تجھکو ہے راتری ہم سال کا ڈھانچہ مانکر پوجتے ہیں۔ سو تو ہماری ورگ آیو والی سنتتی کو دھن کی پشٹی کے ساتھ سنایت کر۔ (اتھروید کانڈ ۳۔ سوکت ۱۰۔ منتر ۳)

پرمیشور بیوپار کرتا ہے:- میں بیوپاری پرمیشور کو پریرتا ہوں وہ ہماری طرف آوے ادی ادی
(اتھروید کانڈ ۳۔ سوکت ۱۵۔ منتر ۱)

اس قسم کا لٹریچر بہت ہی ویدوں کے اندر پایا جاتا ہے۔ جب ہندو نوجوانوں نے یہ دیکھا۔ کہ وید اس قسم کا ایشور پیش کرتا ہے تو وہ برملا یہ کہنے لگ گئے۔ کہ:- ویدوں اور شاستروں سے انکار ہی نہیں کیا جاتا بلکہ ان کا مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ یہ حال عام ہندوؤں کا ہی نہیں۔ بلکہ آریہ سماجی بھی اس لہر سے متاثر ہو رہے ہیں۔
(آریہ گزٹ ۱۶ر اگست ۱۹۳۰ء صفحہ ۳ کالم ۳)

قدامت وید کا رد:- آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے۔ ان کے لئے کوئی امر و نہی نہیں تھا۔ نہ ہی اب تک کوئی قانون تھا۔ آنکھوں سے رُوپ دیکھنا۔ کانوں سے شبد سُننا۔ پاؤں سے چلنا وغیرہ بس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی۔ (از دیانند اپدیش منجری ویاکھیان ۶ صفحہ ۶۹)

جناب دیانند اس جگہ خود یہ اقبال فرماتے ہیں۔ کہ آدی سرشٹی میں وید بالکل نہیں تھے۔

ویدوں کے وقت بہت مذاہب ہونا:- اپنے اپنے ستھان کے انوسار بھن بھن بھاشا والے۔ نانا دھرموں والے انیک پرکار سے دھارن کرتی ہوئی پرتھوی ٹکی ہوئی نشچل کھڑی ہوئی دھینو کی نیائی میرے لئے دھن کی سہتر دھارائیں دوھاوے۔ (اتھروید کانڈ ۱۲۔ سوکت ۱۔ منتر ۴۵)

گذشتہ واقعات:- سب کائینات کے قائم رکھنے والے پرمیشور نے سورج چاند وغیرہ مثل سابق بنایا ہے۔ (رگوید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۴۸)

اب میں اندر کے ویر کرموں کو بتلاتا ہوں۔ جو بجر دھاری نے پہلے کیے ہیں۔ اس نے سرپ کو مارا۔ جلوں کو کھول دیا۔ پربتوں کے ندی تل پھوڑ دیئے۔ (اتھروید کانڈ ۲۔ سوکت ۵۔ منتر ۵)

یہ میری استری مجھے دُکھ نہیں دیتی تھی۔ میرے ساتھ کبھی کرودھ نہیں کرتی تھی۔ اور اپنے متروں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ پریم کرنے والی اور میرے ساتھ بھی پریم کرتی تھی۔ صرف اس جُوئے کے سبب مَیں نے انوکول اچرن کرنے والی پتی و رتنا استری کو بھی ہرا دیا ہے۔ (رگوید ۱۰-۳۴-منتر ۲)

ان حوالہ جات پر غور کرنے سے یہ صاف ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ وید ایک نئی کتاب ہے۔ اس کو ہم آدی سرشٹی کے وقت کی کتاب نہیں کہہ سکتے۔ اگر کسی آریہ مِتر کے دل میں شک ہو۔ کہ وید آدی سرشٹی سے ہے۔ تو وہ اس کا ثبوت دے۔ مَیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بھی ردّ لکھ کر چھپوا دونگا +

قدامت روح و مادہ کا ردّ :۔ جب پرکرتی بھی نہ تھی اور نہ کاریہ (بنا ہُوا جگت) ہی تھا...... اگر اس جگہ کوئی اعتراض کرے کہ جب پہلے پرکرتی بھی نہیں تھی۔ تو جگت کا کام کیسے ہُوا۔ تو اس کے لئے ایک تمثیل کافی ہے۔ زمین پر اوس پڑ کر گھاس اور درخت کی پتّیوں پر اس کی بوندیں بن جاتی ہیں۔ لیکن اس وجہ سے زمین کا ڈھکّن نہیں ہوتا۔ اس طرح پہلے کسی طرح کا بھی ڈھکّن نہیں تھا۔ (از دیانند اپدیش منجری ویاکھیان ۸ صفحہ ۹۶)

جس کی قدرت افضل ہے۔ جس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ وہ ایشور ہے (شری ویاس جی شرح یوگ شاستر ادھیائے ۱ پاد ۱ سوتر ۲۴)

اے عزیزو! وہ پرمیشور اس دنیا سے پیشتر موجود تھا۔ وہ ایک اور بے عدیل تھا۔ (چھاندوگیہ اپنشد پرپاٹھک ۶)

اس کائنات سے پہلے صرف ایک پرمیشور ہی تھا۔ اور کوئی دوسری چیز نہ تھی۔ (ایتریہ آرنیک اپنشد ادھیائے کھنڈ ۱)

اس سے پہلے یہ کائنات کچھ بھی نہ تھی۔ (شت پتھ براہمن ۱۴-۱-۱-۱)

جس وقت یہ ذرّوں سے مل کر بنی ہوئی دنیا پیدا نہ ہوئی تھی۔ اس وقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے است (غیر محسوس حالت) یعنی شونیہ اکاش بھی نہیں تھا۔ کیونکہ اس وقت اس کا کچھ کاروبار نہ تھا۔ اس وقت ست (پرکرتی) یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جس کو ست کہتے ہیں۔ وہ بھی نہ تھی۔ اور نہ پرمانو (ذرّے) تھے وراٹ (کائنات) میں جو اکاش دوسرے درجے پر آتا ہے۔ وہ بھی نہ تھا۔ بلکہ اس وقت صرف پربرہم کی سامرتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے پرتر (پرم) بے علت ہے۔ موجود تھی۔ تمام کائنات اسی کی قدرت سے پیدا ہوتی ہے۔ (رگوید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۱۷۔ منتر ۱)

پرکرتی و مادہ کی حالت اولین) وغیرہ اعلیٰ لطیف کائنات اور گھاس مٹی چھوٹے کیڑے مکوڑے وغیرہ ادنی مخلوقات نیز جسم سے لیکر اکاش تک متوسط درجہ کی کائنات یہ تینوں قسم کی دنیا پرمیشور نے اپنی قدرت سے پیدا کی ہے۔ (اتھرو وید کانڈ ۱۰-انوواک ۴-منتر ۸)

اس سمے نہ است تھا نہ ہی ست تھا۔ نہ انترکھش تھا۔ اور نہ یہ جو پرے اکاش ہے (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۲۹ منتر ۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سب جگت کا پہلے کچھ علم و نشان نہ تھا۔ اور نہ دلیل سے معلوم ہو سکتا تھا۔ (منوسمرتی ادھیائے ۱ شلوک ۶)

یہ سب جگت پہلے پرکرتی اور اس کا کچھ علم و نشان نہ تھا اور نہ دلیل سے معلوم ہو سکتا تھا۔ (منوسمرتی ادھیائے ۱ سلوک ۵)

تناسخ کا ردّ:۔ مادہ کی قدامت کا ردّ ثابت ہو جانے سے خود بخود تناسخ کا ردّ ہو جاتا ہے۔ لیکن چند ایک شکوک کا جو آریہ سماج پیدا کرتا ہے۔ اس کا ردّ بھی آریہ لٹریچر سے ہی ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو۔

گناہ معاف ہو سکتا ہے:۔ ہم انسان ہیں۔ اس لئے ہے پرمیشور جو گناہ ہم نے نبیوں کے متعلق کیا ہے۔ اور جہالت سے جو تیرے قانون کو توڑا ہے۔ اس گناہ سے ہے دیو ہمیں تکلیف نہ ہو۔ (رگوید منڈل ۷ سوکت ۸۹ منتر ۵)

جو ہم لوگوں نے ٹھگا ہے۔ جواریئے جیسا کہ کھیل میں ٹھگتے ہیں۔ جو ہم نے جان بوجھ کر یا بنا جانے گناہ کیا ہے۔ ہے پرمیشور ان سب گناہوں کو معاف کر دے جس سے ہے پرمیشور ہم تیرے پیارے بنیں۔ (رگوید منڈل ۵ سوکت ۸۵ منتر ۸)

گناہ کو مجھ سے اس پرکار پاک یعنی الگ کر جیسے رسّی سے بچھڑے کو۔ تیرے بنا میں آنکھ جھپکنے کا مالک نہیں ہوں۔

(رگوید منڈل ۲ سوکت ۲۸ منتر ۶)

ہے دیوو تم جو کہ دشاؤں کے چار و کپال ہو۔ گناہ سے ہمیں پاک کرو۔ (اتھروید کانڈ ۱ سوکت ۳۱ منتر ۲)

گناہ کر کے سنتاپ کرے۔ تو اس گناہ سے پاک ہوتا ہے۔ میں پھر ایسا نہ کرونگا، ایسی شرط کر کے وہ گناہ گار پاک ہوتا ہے۔ (منوسمرتی ادھیائے ۱۱ شلوک ۲۳۰)

اختلافات تناسخ کے باعث نہیں:۔ اے انسانو! میں ایشور سب سے پہلے موجود اور ساری دنیا کا مالک ہوں۔ میں جگت کی پیدائش کا قدیم باعث ہوں۔ تمام مال و دولت پر غالب اور اس کا بخشنے والا ہوں مجھ کو ہی تمام جیو اس طرح پر پکاریں جس طرح اولاد اپنے باپ کو پکارتی ہے۔ میں کل جگت کے راحت دینے والی قسم قسم کی خوراکوں کی تقسیم بغرض پرورش کرتا ہوں۔ (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۴۸ منتر ۱)

جس پرمیشور نے اس کائنات اور گوناگون مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔ وہی اس کو قائم رکھتا اور بناتا یا بگاڑتا ہے اس کی فنا و بقا اسی کے ہاتھ ہے۔ وہ پرمیشور سب کا حاکم ہے (آدی آدی رگوید اشٹک ۸ ادھیائے ۷ ورگ ۱۷ منتر ۷)

وہ پرمیشور سب کا آتما ہونے کی وجہ سے ان دو نو قسم کی کائنات کو گوناگون اور بطرز احسن پیدا کر کے ظاہر کرتا ہے۔ اور ان سب کو پیدا کر کے ان پر ہر طرف سے محیط ہوتا ہے۔ (یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴) (دو نو قسم کی کائنات سے مراد جنگھم اور متحرک کائنات ہے)

انتم سے میں آریہ سماجی حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ خاکسار کے اس مضمون کو خوب غور سے پڑھ کر دل میں اتاریں۔ اور بغیر کسی پکشپات کے انتی کے مارگ کو حاصل کرنے کے لئے احمدیت کی شرن میں آجائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی میں ان کا بھلا ہے۔ ہم نے خود تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے۔ کہ اب سوائے احمدیت کے اور کسی طریقہ سے پرمیشور کا وصال نہیں ہو سکتا ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ؎ لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

خاکسار فتح محمدؐ احمدی شرما از کراچی

سماجک مسلّمات
پر
چند سوالات

ویدوں کی تعداد کے متعلّق وید تین ہیں یا چار؟ اگر کہیئے تین۔ تو پھر چار کا نام کیوں لیا جاتا ہے۔ اگر چار کہیئے تو بتایا جائے۔ کہ رگ۔ یجر۔ سام میں اتھرو کا نام بھی آیا ہے؟

وید کے مُلہمین کے متعلّق ویدوں کے مُلہم رشی برہما جی تھے۔ جیسا کہ سناتنی بھائیوں کا اعتقاد ہے یا اگنی وایو آدتیہ۔ انگرا؟ اگر کہیئے اگنی وایو الخ تو پھر اپنی کسی معتبر اور مستند کتاب سے یہ نکال کر دکھلایئے کہ ان چار بزرگوں نے مُلہم وید ہونیکا خود بھی دعویٰ کیا ہے؟

ویدوں کے نزول کے متعلّق وید کا مُلہم بننا کسی پہلے جنم کے اعمال نیک کا ثمرہ ہے یا ایشور شروع دُنیا میں جسے چاہتا ہے اس پر وید نازل فرما دیتا ہے؟ اگر کہیئے اس کی مرضی جسے چاہے بنا دے۔ تو پھر یہ بتایئے۔ کیا اس سے آپکی کرم تھیوری باطل نہیں ہوتی۔ اگر یہ جواب دیں۔ کہ مُلہم بننے کے لئے ضروری ہے کہ وہ گذشتہ جنم میں نیک اعمال کر چکا ہو۔ تو اب یہ بتائیں کہ جب مُلہم وید بننا نیک اعمال کے نتیجہ میں ہے تو پھر چار کی تخصیص کیوں؟ جب ہر ایک شخص کو آزادی ہے کہ نیک اعمال بجا لا کر مُلہم وید بنجائے تو کیا یہ ممکن نہیں کہ نزول وید کے وقت ایشور کے سامنے چھ روحیں آکھڑی ہوں۔ اور مُلہم وید بننے کے لئے اپنے اعمال نیک کا حوالہ دیں۔ سماجی دوست بتائیں کیا ایسی حالت میں ایشور ۲ وید اور رچیگا یا ان چھ میں سے صرف چار کو مُلہم وید بننے کیلئے چُن لیگا؟ اگر یہ جواب ملے کہ ۲ وید اور رچنے پڑینگے تو اس اتو کھے اور نئے اعتقاد کی سند اپنے مسلّمات سے دکھائے۔ اور اگر یہ کہا جائے۔ ان چھ میں سے چار ہی کو مُلہم بنائے گا تو یہ ترجیح بلا مرجح ہوگی۔ کہ کیوں چھ میں سے چار کو بلا کسی سبب کے ترجیح دیگئی؟ اور ۲ ایسی روحوں کو جو نیک عمل کرنے میں ان چار کے مساوی تھیں اس نعمت سے محروم رکھا؟

قدامت وید کے متعلّق ویدوں کا نزول کب ہُوا؟ اگر کہیئے شروع دُنیا میں تو اس کی تاریخی سند پیش کیجئے اور تواتر سے ثابت کیجئے کہ واقعی یہ شروع دنیا میں نازل ہوئے اور ساتھ ہی ان لوگوں کی شہادتیں بھی پیش کیجئے جن کے زمانہ میں ان کا نزول ہُوا؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اگر ہو سکے تو اس بات کا بھی جواب دیجیئے کہ جب ویدوں میں گذشتہ زمانہ کے عالموں۔ بزرگوں اور ودوانوں کا بار بار ذکر آتا ہے اور ان کے کارنامے یاد دلائے گئے ہیں تو پھر کس طرح مانا جائے کہ نزول وید سے پہلے کوئی آبادی نہ تھی اور نہ ہی کوئی بزرگ۔ ان سے پہلے اس دنیا میں گذرا؟

ویدکے مقام نزول کے متعلق ویدوں کا نزول کہاں ہوا؟ اگر کہیئے تبت میں۔ تو برائے کرم کسی معتبر تاریخ سے اس کا ثبوت بھی پیش کیجیئے۔ اور ساتھ ہی اس امر پر بھی روشنی ڈالیئے کہ ہمیشہ تبت ہی میں ویدوں کا نزول کیوں ہوتا چلا آیا ہے؟ آخر اس جگہ کو کونسی خصوصیت حاصل ہے کہ ایشور ہمیشہ اس مقام کو نزول الہام کیلئے مخصوص فرماتا ہے؟

ویدکے محرّف ہونیکے متعلق جب سے وید نازل یا تصنیف ہوئے۔ اسوقت سے لیکر تا ایندم ان میں کسی نے تغیر و تبدل تو نہیں کیا؟ اگر کہیئے۔ کیا۔ تو پھر یہ بتایئے کہ جو کتاب انسانی تصرّف سے محفوظ نہیں رہی وہ اس قابل ہو سکتی ہے کہ ہم اس پر اپنی نجات کا مدار رکھیں؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم جس بات کو ایشور کی طرف سے سمجھیں وہ کسی انسان ہی کے ہاتھ کا کرشمہ ہو؟

اگر جواب میں یہ کہا جائے کہ ویدوں میں آج تک کسی قسم کی تحریف یا الحاق نہیں ہوا۔ سب نسخے ایک دوسرے سے مطابق ہیں۔ تو پھر یہ بتلایئے یجروید ادھیائے ۲۵ منتر ۴۲ کی یہ عبارت " سہ نو بودہی شُردھی یو مُرشیا تواگھائیتا سمشمات " یجروید مطبوعہ بمبئی میں کیوں نہیں۔ اور اجمیر والے نسخے میں کیوں لکھی ہے؟ کیا یہ تفاوت ثابت نہیں کرتا کہ ویدوں میں کمی بیشی ہوئی؟

قدامت مادّہ کے متعلق مادہ قدیم ہے یا مخلوق۔ اگر کہیئے قدیم تو اب یہ بتلایئے۔ یہ محدود ہے یا غیر محدود اگر کہیئے غیر محدود۔ تو یہ غلط ہے کیونکہ سوامی صاحب فرما چکے ہیں کہ " یہ سب عالم.... غیر محدود پرمیشور کے مقابلہ میں محدود.... تھا " (ستیارتھ ص۲۳۹) اور جب مادہ وغیرہ محدود ٹھیرا۔ تو پھر قدیم اور ازلی کہاں رہا کیونکہ کپل مُنی اپنے سانکھیہ درشن میں فرما چکے ہیں کہ " پری چھنّم نہ سروُ اُپادانم " (ادھیائے ۱ سوتر ۷۶) کہ محدود جہان کہ علت مادی نہیں ہو سکتی۔ اور آگے اسکی دلیل دی کہ " تد اُتپتّی شرُتیشچ " کہ محدود کی پیدائش سُنی جاتی ہے " فرمایا کہ جو محدود ہو گا وہ مخلوق ہے۔ پس جب مادہ محدود ہے تو حادث بھی ٹھیرا۔ کیونکہ محدود بقول کپل منی مخلوق ہوتا ہے "

قدامت رُوح کے متعلق رُوح مخلوق ہے یا ازلی؟ اگر کہیئے ازلی تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ سوامی صاحب فرما چکے ہیں کہ جیو محدود ہے اور محدود کی صفات گناتے ہوئے بتلایا کہ اس میں بیداری سپنے کی نیند۔ گہری نیند۔ مرنا۔ جنم لینا۔ ترکیب۔ تفریق۔ جانا۔ آنا " پائی جاتی ہیں۔ (ستیارتھ ص۲۲۳) پس جب رُوح میں تفریق پائی گئی تو وہ ازلی کہاں رہی کیا کبھی مرکب بھی ازلی اور غیر مخلوق ہوا کرتا ہے؟

تناسخ کے متعلق تناسخ کی کیا غرض ہے؟ اگر کہیئے کہ اس کی غرض یہ ہے کہ بداعمالوں کو سزا دیکر آیندہ کے لئے ان کی اصلاح کی جائے تو پھر اس کا جواب دیجئے کہ جب انہیں بتایا ہی نہیں جاتا کہ تم نے یہ گناہ کیئے تھے۔ جن کی پاداش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں بلی۔ کتا۔ سوٴر بنائے گئے ہو تو وہ آیندہ کیا خاک اپنی اصلاح کرینگے؟ سوچیئے جس حالت میں کہ مجرم کو بتلایا ہی نہیں جاتا کہ تم نے یہ جرم کیا تھا۔ جس کی تمھیں یہ سزا دی جا رہی ہے اسے بھگت کر آیندہ احتیاط کرنا۔ تو اس کی اصلاح کس طرح ہوگی؟ اگر کہو کہ تناسخ کے ذریعہ ایشور مجرموں کی اصلاح نہیں چاہتا بلکہ انتقام لیتا ہے تو یہ اس کے شایاں نہیں کہ اپنی حقیر اور کمزور مخلوق سے اس طرح انتقام لے؟

محدود مکتی کے متعلق آپ کے نزدیک جو شخص ساری عمر نیک چلن رہا۔ اچھے کام کیئے بدیوں سے بچتا رہا۔ خدا کی پوری پوری فرمانبرداری کی۔ اگر ایشور اسے موت دیدے تو کیا اسے ایک خاص وقت تک کیلئے نجات ملیگی یا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے۔ اگر کہیئے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تو کیا یہ ممکن نہیں کہ آہستہ آہستہ ہر ایک روح نیک عمل کر کے نجات پا جائے اور ایک وقت ایسا بھی آجائے جب ایک روح بھی اس دارالامتحان میں اعمال کرنے کیلئے باقی نہ رہے؟ اگر کہیئے ممکن ہے تو پھر بتلایئے جب تمام ارواح مکتی پا جائیں تو اس وقت ایشور کارخانہ عالم کس طرح چلائیگا۔ اور یہ قسم قسم کے اناج پھل۔ ترکاریاں۔ اور طرح طرح کے حیوان۔ چرند۔ پرند اور انسان کیونکر پیدا ہونگے۔ کیونکہ آپ یہ مانتے ہیں کہ یہ تمام جونیں گنہگاروں کے بداعمال کا نتیجہ ہیں تو جب گنہگار ہی نہ رہے تو ان کی تخلیق کیسے ہوگی؟ اگر کہیئے کہ خدا اور روحیں پیدا کر لیگا تو یہ سماجی سدھانت کے خلاف ہے اور اگر کہیئے کہ محدود اعمال کا بدلہ تو محدود ہی ملیگا۔ اور ایک وقت مقررہ کے بعد نیک روحوں کو اس دنیا میں پھر دھکیلا جائیگا تاکہ کارخانہ عالم بگڑنے نہ پائے تو اب سوال ہوگا کہ ایشور کس بنا پر اسے مکتی خانہ سے الگ کریگا؟ کیا صرف اس لئے کہ اس کے اعمال محدود تھے؟ مگر اسمیں اس کا کیا قصور؟ اسکی نیت تو محدود اعمال کی نہ تھی بلکہ ایشور نے خود ہی موت دی تھی۔ اور اپنے پاس بلا لیا تھا۔ اگر ایشور اسے زندہ رکھتا تو وہ اور بھی اچھے عمل کرتا۔ پس اس کا کیا قصور؟ اور پھر جب سوامی دیانند جی مانتے ہیں کہ جیو مکتی خانہ میں بھی ایشور کی عبادت کرتے ہیں تو کیا اس عبادت کا بدلا انہیں نہ ملیگا۔ اگر کہیئے ملیگا۔ تو کیا انکا زمانہ نجات دراز سے دراز تر نہ ہوتا جائیگا۔ اگر جواب ہاں میں ملے تو پھر مان لیجیئے کہ مکت روحیں کبھی بھی واپس نہ آئینگی کیونکہ وہ جیسے جیسے عبادت کرینگی ویسے ہی ویسے انکی مکتی کا عرصہ لمبا ہوتا چلا جائیگا نہ وہ عبادت چھوڑینگے نہ مکتی کا سلسلہ منقطع ہوگا۔ پس ہمارا سوال بعینہ قائم رہا۔ کہ جب تمام جیو نجات پا جائینگے تو پھر ایشور کا کارخانہ عالم بغیر نئی روحیں پیدا کیئے کس طرح چلایا جائیگا؟

نکاح بیگان کے متعلق سوامی دیانند جی فرماتے ہیں کہ جس عورت کا صرف نکاح ہوا۔ مرد سے ہمبستر نہیں ہوئی۔ اور اس کا خاوند مرگیا وہ تو دوسرا بیاہ کر سکتی ہے مگر جو عورت مرد سے مل چکی وہ بیوہ ہو جانے کے بعد دوسرا خاوند نہیں کر سکتی۔ ہاں اگر چاہے تو نیوگ کر سکتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ باکرہ کو نکاح ثانی کی اجازت اور اس حرماں نصیب بیوہ کو اس سے امتناع کیوں؟ کیا دونو کے جذبات اور حسیات میں فرق ہے؟ یہ کیا انصاف کہ ایک شریفانہ طور پر نکاح ثانی کا اختیار۔ اور دوسری کو نیوگ کرنے کی آگیا؟ ذرا بتلایئے۔ تو سہی جس عورت کا سہاگ لٹ گیا۔ خاوند مرگیا۔ بغیر مرد کے نہیں رہ سکتی۔ شریف ہے۔ نجیب ہے۔ باحیا ہے۔ اچھے گھرانے کی ہے اسے کس عمل کے بدلہ یہ سزا کہ نکاح ثانی کی بجائے نیوگ کروائے؟ اور وہ عورت جس کا خاوند سے میل نہیں ہوا کا وہ نکاح ثانی کروا سکے؟

(ملک) فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا وید فصیح و بلیغ کتاب ہے؟

ویدوں کے بہت سے بےجوڑ، بےتعلق، بےمعنی، اور بےہنگم منتر

ہمارے آریہ سماجی دوستوں کا دعویٰ ہے کہ دنیا میں وید ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کا ایک ایک لفظ کیا ایک ایک حرف برمحل با معنی اور حقائق و معارف سے پُر ہے۔ اور اپنی نادانی سے قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا استخفاف کرتے ہوئے وید ہی کو فصاحت و بلاغت کا بھنڈار اور خزانہ بتلایا کرتے ہیں۔ لیکن ان کا اس قسم کی باتیں زبان پر لانا محض اس وجہ سے ہوتا ہے کہ خود انہیں بھی ویدوں کا حقیقی علم نہیں اور نہیں جانتے کہ ان میں لکھا کیا ہے؟ اگر انہیں معلوم ہوتا کہ وید کا طرز عبارت کس قسم کا ہے۔ اور ان میں کس رنگ کے مضامین ہیں تو وہ قرآن کریم کی بلاغت و فصاحت کا یہ کمکر منہ نہ چڑاتے کہ دنیا میں وید ہی حقیقی معنوں میں فصیح و بلیغ کلام ہے۔ یہاں اتنی فرصت اور گنجائش نہیں کہ اس مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ لکھا جائے اسلئے ہم اتھرو وید کے دو تین باب (شوکت) من وعن مع لفظی ترجمہ کے نقل کیئے دیتے ہیں۔ ناظرین انہیں پڑھیں۔ اور دیکھیں کہ جس کتاب میں اس طور کی بےجوڑ، بےربط، بےتعلق اور بےمعنی عباتیں درج ہوں۔ وہ فصیح و بلیغ تو ایک طرف کسی ذی ہوش ہی کا کلام بھی سمجھا جا سکتا ہے؟ چونکہ وید کے مندرجہ ذیل منتر اردو میں لکھ دیئے گئے ہیں اور ان کے بالمقابل لفظی ترجمہ جو خود اپنی آپ تفسیر ہیں اسلئے ہم نے ان پر اپنی طرف سے کسی قسم کی حاشیہ آرائی مناسب اور ضروری نہیں سمجھی۔ ناظرین اسے پڑھینگے تو انہیں خود ہی معلوم ہو جائیگا کہ آریہ سماج جس کتاب کو قرآن مجید کے مقابل لانیکی جرأت دکھاتی ہے وہ کس پایہ کی کتاب ہے۔ یہ سب مسلسل عبارت ہے نہ کہ انتخاب۔

اتھرو وید کانڈ نمبر ۲۰ شوکت نمبر ۱۳۰ منتر ۱ تا ۲۰

(۱) کو اَیا دْ ہری ماڈ گداتِی - کون ان دودھ کے خزانوں کو لے گیا۔ منتر ۱

(۲) کو۔ اَرسکنیاہ پیَہ - کون کالی گائے کے دودھ کو لے گیا۔ منتر ۲

(۳) کو۔ ارجُنیاہ پیَہ - کون سفید گائے کے دودھ کو منتر ۳

(۴) کتہ کارْشنْیاہ پیَہ - کون کالی کے دودھ کو منتر ۴

(۵) اِیتم پرِچھہْ کُہْ پرِچھّے۔ اس کو پُوچھ۔ کہاں پوچھوں منتر ۵

(۶) کُہا کَمْ پک وِرکمْ پرِچھّے۔ کہاں کس دانا سے پوچھوں منتر ۶

(۷) یَوانوپ تِشٹھنتی کُگشم - اناج پیٹ میں نہیں آتے ہیں منتر ۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

[illegible]

(۸) اُگپ یَنتہ گُپا یَوَہ ۔ مطمئن غصہ میں نہیں ہیں منتر ۸

(۹) آمنی کا ۔ مَنی چھدَہ ۔ موتیوں سے خالی اور موتیوں والا منتر ۹

(۱۰) دے وت واپَرَ تی سُور یم ۔ دیوتائیں سورج کے مخالف منتر ۱۰

(۱۱) اینی ہَرک نِکا ہری ۔ چتکبری ہرنی اور گھوڑا منتر ۱۱

(۱۲) پَرَ دوُ دَرُوور گمھا پَرَ تی ۔ قیمتی ہوئیوں کی طرف دوڑو منتر ۱۲

(۱۳) شرِنگھم اُت پَنے ۔ سینگ کے پیدا ہونے پر منتر ۱۳

(۱۴) مَاتَوا پی سکھا نو وِدَت ۔ مت تجھے ہمارا دوست ڈھونڈھ سکے ۔ منتر ۱۴

(۱۵) وَشا یاہ پُتر مایَنتی ۔ گائے کے بچھڑے کی طرف آتے ہیں ۔ منتر ۱۵

(۱۶) اِرا ، دیوَم مَدَث ۔ ہوی نے دیو کو مست کیا ۔ منتر ۱۶

(۱۷) اتھو اِیم اِیم اِتی ۔ تب انہوں نے کہا یہ ہے یہ ۔ منتر ۱۷

(۱۸) اتھو اِیم اِتی ۔ تب کہا یہ منتر ۱۸

(۱۹) اَتھو اَشوا اَشتھُوری نو بھوَن ۔ تب ہمارے گھوڑے سُست نہ ہوئے ۔ منتر ۱۹

(۲۰) ای یَتی کا شلاک کا ۔ اتنا سلائی بھر بھی منتر ۲۰

اتھرو وید کانڈ ۲۰ سُوکت ۱۳۱ منتر ۱ تا ۲۳

(۱) آمِنوتی وِی بھِدیَتے ۔ اُسے توڑتا ہے ۔ منتر ۱

(۲) تَسیہ کرث نی بھَنج نَم ۔ وہ ٹکڑے ہو جاتا ہے ۔ منتر ۲

(۳) وَرُنو یاتی وَسُو بھی ۔ ورُن (دیوتا) وسُو دیوتاؤں کے ساتھ جاتا ہے ۔ منتر ۳

(۴) شَتَم والو رَبھیشُوَہ ۔ ہوا کی تنو لگامیں ہیں منتر ۴

(۵) شَتَم اَشوا ہِرنْ یَیاہ ۔ تنو اُسکے سنہری گھوڑے ہیں منتر ۵

(۶) شَتَم رتھا ہِرنْ یَیاہ ۔ تنو اُسکے سنہری رتھ ہیں منتر ۶

(۷) شَتَم کُتھا ہِرنْ یَیاہ ۔ تنو اُسکے سنہری گدیلے ہیں منتر ۷

(۸) شَتَم نِشکا ہِرنْ یَیاہ ۔ تنو اُسکے سنہری ہار ۔ منتر ۸

(۹) اَھَل کُش وَرَتَک ۔ بغیر ہل کے کُش (گھاس) پر گذارہ کرنے والے منتر ۹

(۱۰) شَپھے نہ پِیو اوہتے ۔ کُھر میں چربی نہیں مانی جاتی منتر ۱۰

(۱۱) آیَو نین تید نی مِلانے سے چمسا منتر ۱۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۲) دَنِشْٹھاؤ نا ڈ گرِ ہیتے ۔	انتڑیوں کو نہیں پکڑتا ۔	منتر ۱۲
(۱۳) اِرم مَہیئم منڈوُ رِکے ۔	اے منڈورِکے یہ میرے لئے ہے۔	منتر ۱۳
(۱۴) تے وَرِکھشا سَیہ تِشٹھنتی ۔	وہ درخت اکٹھے کھڑے ہیں ۔	منتر ۱۴
(۱۵) پاک بَلیؔ ۔	پاک بلی ۔	منتر ۱۵
(۱۶) شُنک بَلی ۔	شک بلی ۔	منتر ۱۶
(۱۷) اَشْوَ تھہ کھدِرَو دَہوا ۔	پیپل ۔ کھیر ۔ دھاوا	منتر ۱۷
(۱۸) اَرَ ٹوُ پرناہ ۔	اَرَٹُو کا پتہ	منتر ۱۸
(۱۹) شَیئے ہَت اِو ۔	لیٹتا ہے ۔ مرے ہوئے کی طرح	منتر ۱۹
(۲۰) ویا پتہ پرُ رشا ۔	گھرا ہوُا آدمی	منتر ۲۰
(۲۱) اَدوُ ہَن نت پی یوُشَم ۔	اُنہوں نے اَمرت دوہا	منتر ۲۱
(۲۲) اَدَھیَہ اَرْد ھشّچ پَرَسوَتہ ۔	ڈیڑھ جنگلی گدھا	منتر ۲۲
(۲۳) دُوا وَ چہ ہستی نو دَرِتی ۔	ہاتھی کے دوُ چمڑے	منتر ۲۳

اتھرو وید کانڈ ۲۰ سُوکت ۱۳۲ منتر ۱ تا ۱۶

(۱) آدلابُکم ایک کُم ۔	تب صرف ایک تُونبی	منتر ۱
(۲) الابُکم نِکھات کم ۔	تُونبی گاڑی ہوئی ۔	منتر ۲
(۳) کرکری کو نِکھات کہ ۔	کرکِرک گاڑا ہُوا ۔	منتر ۳
(۴) تدوات اُن متھایتی ۔	سو ہَوا چلتی ہوئی	منتر ۴
(۵) کُلایَم کرِن وادِتی ۔	وہ گھونسلا بنائے یہ دکتے ہیں)	منتر ۵
(۶) اُگرم وَنی شد آت تَم ۔	وہ اُسکو مضبوط اور وسیع پائیگا	منتر ۶
(۷) نہ وَنِی شدنات تَم ۔	وہ نہ پھیلا نہیں پائیگا	منتر ۷
(۸) کَہ ایشام کرِم کرِم لکھشت ۔	کون ان میں سے بین باجہ کو چھوئیگا	منتر ۸
(۹) کَہ ایشام دُندُ بھم ہَنشت ۔	کون ان میں سے ڈھول بجائیگا	منتر ۹
(۱۰) یدی ہَنشت کتھم ہنشت ۔	اگر بجائیگا ۔ کیسے بجائیگا	منتر ۱۰
(۱۱) دیوی ہَنشت کُہہ ہنشت ۔	دیوی بجائے گی ۔ کہاں بجائے گی ۔	منتر ۱۱
(۱۲) پریا گارم پُنہ پنہ ۔	گھر کے اِردگِرد پھر پھر ۔	منتر ۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۳) تریَنیہ اُشٹرَ سَیہ نامانی۔ تین اونٹ کے نام ہیں منتر ۱۳

(۱۴) ہرَنیَم اِتی ایکم اَبُردِپت ۔ سونا یہ ایک ہے۔ اس نے کہا۔ منتر ۱۴

(۱۵) دُو ئی وا ایشہ شوَہ ۔ عظمت اور طاقت دو ہیں ۔ منتر ۱۵

(۱۶) منیل شِکھنڈو واہَشت ۔ نیلے چوڑے والا بجائے گا۔ منتر ۱۶

اتھروید کانڈ ۲۰ سُوکت ۱۳۵ منتر ۱ تا ۳

(۱) بُھگ اِتی اَبھی گَتہ شوَا۔ بُھگ کہتا۔ سامنے گیا کُتا۔ منتر ۱

(۲) شَل اِتی اَپ کرانتہ پرَن شُدہ۔ شل کہتا ہُوا بھاگ گیا۔ پتے کا گرنا۔ منتر ۲

(۳) پھل اِتی اَبھشٹِھتہ گوشپھہ۔ پھل کہتا ہُوا۔ دبا کر ٹھیرا۔ گائے کا کُھر۔ منتر ۳

جگہ کی تنگی مزید کی نقل سے مانع ہے۔ اس لیئے وید کی "فصاحت و بلاغت" کے باقی نمونے پھر کبھی ہدیہ ناظرین کرینگے۔ مگر یہ جاننے کے لئے کہ آریوں کا دعوٰی اپنے اندر کتنی قُوت رکھتا ہے۔ مندرجہ بالا منتر ہی بہت کافی ہیں۔ یہ تو ویدوں کا حال اب ذرا قرآن کریم کے متعلق بھی سُن لیجئے۔ اس کے متعلق خود غیر مسلم محققین کیا رائے رکھتے ہیں:۔

قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت یا غیر مُسلم محققین کی شہادت

"قرآن کی زبان بلحاظ الفاظ عرب نہایت فصیح ہے۔ اُس کی انشائی خوبیوں سے اُسے اب تک بے مثل اور بے نظیر ثابت کیا ہے۔ علاوہ ازیں اُس کے احکام اس قدر مطابق عقل و حکمت واقع ہوئے ہیں کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے کفیل ہو سکتے ہیں"

(پاپولر انسائیکلو پیڈیا جلد ۷ صفحہ ۳۲۶)

کونٹ ہنری دی کاسٹری بھی اپنی کتاب "الاسلام" میں لکھتے ہیں کہ:۔

"عقل بالکل حیرت زدہ ہے کہ اس قسم کا کلام اس شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہُوا جو بالکل اُمی تھا۔ تمام مشرق نے اقرار کیا ہے کہ یہ وہ کلام ہے کہ نوع انسانی لفظاً و معناً ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے"

(ملک) فضل حسین احمدی مہاجر

قادیان دارالامان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بانی

ڈاکٹر ایس کے برمن

منعقدہ اسٹار ٹریڈ مارک SKB رجسٹرڈ

ڈاکٹر۔ ایس۔ کے۔ برمن لمیٹڈ

کلکتہ

سنہ ۱۸۸۴ء

پچاس برس سے مشہور و معروف دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

مثل نوجوانوں کے تندرست بنانے والا

ڈابر درا کشارشٹ (REGD.)

جسم میں چستی پیدا کرنے۔ بھوک بڑھانے۔ اور کمزوری رفع کرنیوالا

دوسرے دراکشا سو اور دراکشارشٹوں سے یہ زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ اس میں انگور کافی مقدار میں ہے۔ کھانے میں بہت ہی خوش ذائقہ ہے۔

قیمت فی بوتل ڈیڑھ روپیہ عہ/
محصول ڈاک ایک روپیہ دو آنہ عہ/

سوپن ہری (REGD.)

(احتلام کی گولیاں)

یہ نوجوانوں کے جسم اور دماغ کی کمزوری چہرے اور طبیعت کی اداسی قوت حافظہ کی کمی وغیرہ اور احتلام وجریان کی خرابیوں کو دور کرکے جلد ہی اپنا اثر دکھاتی ہیں۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ/
محصول ڈاک تین شیشیوں تک سات آنہ ۷/

ڈابر جنتری سنہ ۱۹۳۳ء بلاقیمت مفت منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔

نوٹ:۔ ہماری دوائیں ہر جگہ ملتی ہیں۔ بغرض کفایت محصولڈاک اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خرید فرمائیے۔

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ۔ گورداسپور میں ایجنٹ کی ضرورت ہے۔

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔